ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

02

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
34 واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

13 تا 19 رجب المرجب 1446ھ/ 14 تا 20 جنوری 2025ء

انقلابی گروہ کا مزاج

کسی نظام کو بدلنے کے لیے اُٹھنے والے انقلابی گروہ کا ایک مخصوص مزاج ہوتا ہے جسے ہم اُس کا تحریکی مزاج کہہ سکتے ہیں۔ ایسے لوگ حددرجہ پُرعزیمت ہوتے ہیں اور کسی دشواری یا مشکل سے گھبرا کر راستہ بدلنے پر تیار نہیں ہوتے۔ یہ باطل سے شدید متنفر ہوتے ہیں' کیونکہ وہ اسی کو گرانے کی عملی جدوجہد کر رہے ہوتے ہیں اور اسی کے ساتھ اُن کی موت وحیات کی جانگسل کشمکش جاری ہوتی ہے۔ حق کی سربلندی کے لیے اُن میں جنون کی سی کیفیت ہوتی ہے۔ حق کے دامن پر ایک دھبہ دیکھنا بھی اُنہیں گوارا نہیں ہوتا۔ وہ باہم پیوست ہوتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے شدید محبت کرتے ہیں۔ قرآن میں اُن کے تعلق کی باہمی کیفیت کو "رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اُن کا مزاج سخت درجہ کا انقلابی ہوتا ہے۔ وہ باطل کے ساتھ کسی درجہ میں بھی مصالحت، موانست یا رعایت کا رویہ اختیار کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔ مصلحت کے معاملہ میں بھی وہ زیادہ گنجائش دینے والے نہیں ہوتے۔ اُن میں ناقابل تسخیر استقلال کا جوہر موجود ہوتا ہے۔ عزم وارادہ کی پختگی اُنہیں ایک لمحہ کے لیے بھی راہِ حق میں چلتے ہوئے مادی نفع ونقصان کا حساب لگانے کی اجازت نہیں دیتی۔ ان میں حددرجہ شوقِ جہاد ہوتا ہے۔ وہ تبلیغ وتلقین کے تقاضے اتمامِ حجت کی حد تک ادا کرنے کے بعد باطل سے بالفعل ٹکرانے کا ایک زبردست داعیہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اُن کی جانیں ہتھیلیوں پر اور سرگردنوں پر صرف اللہ کی امانت ہوتے ہیں۔ ایسی ہی بے تابی اُن مسلمانوں میں موجود تھی جب ہجرت کے بعد مدینہ میں اُنہیں حکم دیا گیا تھا:

﴿وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۝﴾ (البقرہ:190)

''اور تم اللہ کی راہ میں اُن لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

انہی صفات کا گروہ ہوتا ہے جو نظامِ حق کو برپا کرنے کی جدوجہد کر سکتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی حکمتِ انقلاب

سید اسعد گیلانی

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 465 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 46000 سے زائد، جن میں بچے: 18700، عورتیں: 14150 (تقریباً)۔ زخمی: 110000 سے زائد

اس شمارے میں

ایک اور البغدادی؟
اپنی نسلوں کا مستقبل بچایئے!
اسلام کی پہلی اور آخری کڑی
رہنمائی برائے بامعنی زندگی
اسلامی معاشرت میں نکاح کی اہمیت
تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

منصبِ نبوت محض رحمتِ خداوندی سے حاصل ہوتا ہے

الھدیٰ 1117 ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سورۃ القصص | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت:86

وَمَا كُنۡتَ تَرۡجُوۡۤا اَنۡ يُّلۡقٰٓى اِلَيۡكَ الۡكِتٰبُ اِلَّا رَحۡمَةً
مِّنۡ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوۡنَنَّ ظَهِيۡرًا لِّلۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۸۶﴾

آیت:۸۶ ﴿وَمَا كُنۡتَ تَرۡجُوۡۤا اَنۡ يُّلۡقٰٓى اِلَيۡكَ الۡكِتٰبُ﴾ ’’اور (اے نبی ﷺ!) آپؐ کو تو کوئی توقع نہیں تھی کہ آپؐ پر کتاب القا کی جائے گی‘‘

ظاہر ہے کہ بعثت سے پہلے نہ تو آپؐ اس بات کے امیدوار تھے کہ آپؐ پر قرآن نازل کیا جائے اور نہ ہی آپؐ اس کے لیے کوشاں تھے۔

﴿اِلَّا رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ﴾ ’’یہ تو محض آپؐ کے رب کی رحمت سے ہے‘‘

﴿فَلَا تَكُوۡنَنَّ ظَهِيۡرًا لِّلۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۸۶﴾﴾ ’’پس آپؐ کافروں کے پشت پناہ نہ بنیں۔‘‘

آیت زیر مطالعہ کے اِس آخری جملے کا مفہوم سمجھنے کے لیے مکّہ کے اُس ماحول کو بھی ذہن میں لائیے جہاں آپ ﷺ کی دعوت کے سبب معاشرہ واضح طور پر دو حصّوں میں بٹتا جا رہا تھا۔ رحمی و خونی رشتے منقطع ہو رہے تھے اور دوستیاں دشمنیوں میں تبدیل ہو رہی تھیں۔ آپ ﷺ کے حقیقی چچا ابولہب نے آپ ﷺ کے ساتھ دشمنی کی انتہا کر دی تھی۔ اس پس منظر میں آیت زیر مطالعہ کے اس آخری جملے کا مطلب یہ ہوگا کہ اے نبی ﷺ آپؐ ان کافروں کے ساتھ اپنے رشتوں اور تعلقات کو بالکل کوئی اہمیت نہ دیں۔ عصبیت کا کوئی خفیف سا شائبہ بھی آپ ﷺ اپنے دل کے قریب نہ پھٹکنے دیں۔ چنانچہ زیر نظر آیت میں یہی حکم حضور ﷺ کو دیا جا رہا ہے کہ آپ کسی بھی حیثیت، کسی بھی انداز اور کسی بھی درجے میں ان کافروں کے مددگار نہ بنیں۔

درس حدیث

بُری صحبت سے بچیں

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الرَّجُلُ عَلٰى دِيۡنِ خَلِيۡلِهٖ فَلۡيَنۡظُرۡ أَحَدُكُمۡ مَنۡ يُخَالِلُ))

(رواہ ابوداوٗد والترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے لہٰذا تم میں سے ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔‘‘

تشریح: حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ انسان اکثر وہی طور طریقے اور طرزِ زندگی اختیار کرتا ہے، جو اُس کے ساتھی کے ہوتے ہیں۔ اچھے دوست کی صحبت سے اچھائی اور برے دوست کی صحبت سے برائی حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے کسی سے دوستی کرتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ دوست اچھا اور دیندار ہو، ورنہ بری صحبت تباہی کا باعث ہوگی۔

ادا ریہ

رضاء الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک اور البغدادی؟

’’آپ لوگ بات کو سمجھ ہی نہیں پا رہے۔ حقیقت کا ادراک ہی نہیں کر سکتے۔ آپ کے دل کی آنکھیں بند ہو چکی ہیں۔ ہمیں تو آپ کے اسلام پر بھی شک ہو گیا ہے......‘‘

یہ وہ چند جملے تھے جس پر داعش سے متاثر چند افراد نے سابقہ امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب کے دفتر میں ہمیں ایک دوسرے کا منہ تکتے چھوڑ کر ملاقات کا اختتام کیا۔ غالباً 2012ء کے آخر کی بات ہے۔ مجھے تنظیم اسلامی کی رفاقت کا شرف حاصل ہوئے ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے۔ اس دوران شعبہ انگریزی کے لیے چند مضامین لکھے جن میں سے دو عدد داعش کے حوالے سے بھی تھے۔ حافظ عاکف سعید صاحب سے داعش کے حوالے سے ملاقات کا تقاضا کیا گیا تو سابقہ امیر تنظیم اسلامی نے مجھ ناچیز کو بھی اپنے دفتر طلب کر لیا۔ شاید اس ملاقات میں ایوب بیگ مرزا صاحب بھی موجود تھے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب عرب بہار (جو بعد میں خزاں ثابت ہوئی) اپنے عروج پر تھی اور تیونس، مصر و لیبیا کو فتح کرتے ہوئے اب شام کا رخ کر رہی تھی۔ عراق پر امریکہ کا تسلط ابھی تک قائم تھا۔ ایسے میں عراق ہی سے ایک گروہ نکلا جس نے خلافت کا دعویٰ کیا اور گروہ کے سربراہ ابوبکر البغدادی نے خلیفہ کے طور پر اپنے پیروکاروں سے بیعت لینا شروع کر دی۔ داعش نے بعض دیگر تنظیموں کے ساتھ مل کر اور امریکہ و ترکی کی آشیر باد کے ساتھ شام پر حملہ کیا۔ دوسری طرف ظالم اسد خاندان کے 54 سالہ دورِ حکومت کا آخری چشم و چراغ بشار الاسد جو کہ اقلیتی علوی نصیری گروہ سے تعلق رکھتا ہے شام کا صدر تھا۔ اُس نے جوابی کارروائیوں میں اپنے مخالف مسلک کی پوری کی پوری بستیاں صفحۂ ہستی سے مٹا دیں۔ انتقامی کارروائیوں کے نام پر شامی عوام کو جیلوں جو درحقیقت عقوبت خانے تھے اُن میں رکھا اور ناقابلِ بیان ظلم و ستم ڈھائے۔ روس کے لیے شام کا علاقہ انتہائی سٹریٹیجک اہمیت کا حامل ہے۔ طرطوس اور اس سے ملحقہ علاقوں میں روس کا واحد بحری اڈہ ہے اور چند زمینی اڈے بھی ہیں۔ امریکہ اور برطانیہ نے شام پر حملے کے لیے قرارداد اقوامِ متحدہ کی سیکیورٹی کونسل میں پیش کی لیکن اب کی بار روس نے اسے ویٹو کر دیا۔ بہر حال شام میں کشت و خون کا وہ بھیانک سلسلہ شروع ہوا جو ابھی تک تھم نہیں سکا۔ بلا مبالغہ لاکھوں افراد جان سے گئے۔ 2.2 کروڑ کی آبادی کے اس ملک میں تقریباً ایک تہائی کو بے گھر کر کے آئی ڈی پیز بنا دیا گیا۔ کئی لاکھ شامیوں نے دیگر ممالک کو ہجرت کرنے کی ٹھانی جن میں سے ہزاروں کی تعداد میں لقمہ اجل بن گئے۔

بہرحال تنظیم اسلامی کے اکابرین سے مشاورت کے بعد اس وقت کے امیر حافظ عاکف سعید صاحب نے داعش کی حمایت کرنے کی بجائے wait and see کا معاملہ کیا اور اُسی کو اس وقت داعش کے حوالے سے تنظیم اسلامی کی پالیسی قرار دیا۔ پھر تاریخ نے ثابت کیا کہ داعش درحقیقت امریکہ کی ہی ایک پیداوار تھی، جسے مختلف مذموم مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے مغرب نے استعمال کیا اور آج تک کر رہا ہے۔ پہلا مقصد ’’خلافت‘‘ کے لفظ اور نظام کو بدنام کرنا تھا۔ ابوبکر البغدادی تو دو ڈھائی سال بعد ہی منظر عام سے غائب ہو گئے لیکن پاکستان سمیت دنیا بھر کے مسلمان ممالک میں موجود ایک معتدبہ دینی طبقہ جو جذبہ جہاد سے سرشار تھا، وہ خلوصِ نیت کے ساتھ شام میں کسی بھی ذریعے سے داخل ہو کر داعش کا حصہ بنا اور اس نام نہاد خلافت کے جھنڈے تلے جان دے دی۔ داعش کو قائم کرنے میں امریکہ کا دوسرا مقصد یہی تھا کہ دنیا بھر سے جہادی مسلمانوں کو ایک جگہ اکٹھا کرو اور اُن کا صفایا کر دو۔ داعش کا بدنام زمانہ جلاد ’’ہادی جان‘‘ تھا جس کی تقریباً ہر ہفتے انتہائی مہارت سے بنائی گئی ایک ویڈیو منظر عام پر آتی جس میں وہ اپنا منہ سر ڈھانپ کر کسی گورے کی گردن اُڑاتا اور مغربی میڈیا اُسے اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کے لیے استعمال کرتا۔ بعد میں یہ بھی ثابت ہوا کہ ان میں سے اکثر ویڈیوز صیہونی نواز امریکی سیاستدان جان مکین سے منسلک ایک سٹوڈیو میں بنائی جاتی تھیں۔ سب سے حیرت انگیز بات یہ تھی کہ داعش کے کسی سینئر رہنما کا مغرب کے ناجائز بچے اسرائیل کے خلاف ایک بیان بھی ریکارڈ کا حصہ نہیں چہ جائے کہ شام سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر واقع صیہونی ریاست پر کوئی حملہ کیا جاتا۔ اس حوالے سے سلطانی گواہی تو امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے دی جنہوں نے ایک انٹرویو میں اعتراف کیا کہ داعش امریکہ

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

13 تا 19 رجب المرجب 1446ھ — جلد 34
14 تا 20 جنوری 2025ء — شمارہ 02

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: رضاء الحق

مجلس ادارت:
- فرید اللہ مروت
- محمد رفیق چودھری
- وسیم احمد باجوہ
- خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری

مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

’’دار الاسلام‘‘ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقامِ اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
’’مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن‘‘ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

’’ادارہ‘‘ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کی پیداوار تھی۔ حال ہی میں امریکہ کے شہر نیو اورلینز میں ایک مسلمان شخص نے اپنا ٹرک لوگوں پر چڑھا دیا جس سے کم از کم 15 افراد ہلاک ہو گئے۔ ایف بی آئی کے ایک اعلیٰ عہدے دار نے بغیر دیر لگائے ٹرک ڈرائیور کو داعش کا رکن قرار دیا۔ گویا عوام الناس کے ذہنوں میں داعش کے اسلام کا خوف ڈال دیا گیا۔ پھر یہ کہ جب 15 اگست 2021ء کو افغانستان سے امریکہ کا ہزیمت ناک شکست کے بعد انخلاء مکمل ہوا تو داعش نے امارتِ اسلامیہ افغانستان کو نہ صرف تسلیم کرنے سے انکار کر دیا بلکہ آج بھی افغانستان کے مختلف حصوں میں اس کی دہشت گرد کارروائیاں جاری ہیں۔ کابل میں تقریباً 20 سال تک کٹھ پتلیوں (حامد کرزئی اور اشرف غنی) کی حکومتیں رہیں اور اس دوران داعش نے خاص طور پر پاکستان کے شمالی علاقہ جات پر کئی دہشت گرد حملے کیے۔ آج بھی امارتِ اسلامیہ افغانستان کے لیے سب سے بڑا چیلنج داعش اور آئے روز اُس کے خودکش حملے ہیں۔

بات افغانستان کی طرف چل ہی نکلی ہے تو پاک افغان تعلقات اس وقت گویا پاتال میں ہیں۔ 15 اگست 2021ء کو جب افغانستان میں افغان طالبان کی حکومت قائم ہوئی تو یہ امید کی جا رہی تھی کہ پاکستان اور افغانستان کے تعلقات اب مثالی ہوں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دوحہ معاہدے میں افغان طالبان نے اس بات کی ضمانت دی تھی کہ اُس کی سرزمین کسی دوسرے ملک کے خلاف استعمال نہیں ہوگی۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ اچانک حکومت مل جانے کے باعث افغان طالبان پورے ملک کی حکومت چلانے کی تیاری مکمل نہ کر سکے۔ پھر یہ کہ پاکستان کے حوالے سے امارتِ اسلامیہ افغانستان کے تمام عہدے دار ایک پیج پر نہیں ہیں۔ 20 سال تک امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی بن کر افغان طالبان کے خلاف معاونت فراہم کرنے والا پاکستان بعض افغان عہدے داروں کے نزدیک آج بھی قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ سابق کمانڈو آرمی چیف پرویز مشرف نے اپنی کتاب "In the Line of Fire" میں انکشاف کیا کہ اُس نے ڈالروں کے عوض افغانیوں کو امریکہ کے حوالے کیا۔ پاکستان میں افغانستان کے سفیر ملا عبد السلام ضعیف کو امریکیوں کے حوالے کرنا شاید سفارتی تاریخ کی بدترین مثالوں میں سے ایک ہو۔ پھر یہ کہ پاکستان پر ایمن الظواہری کی شہادت میں معاونت کا بھی الزام ہے۔ البتہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پاکستان نے نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ کے ساتھ ڈبل گیم کھیلی اور کئی مواقع پر افغان طالبان کی در پردہ مدد کی۔ امریکہ آج بھی افغانستان میں اپنی شکستِ فاش کا ذمہ دار پاکستان کی اسی ڈبل گیم کو ٹھہراتا ہے۔ دوسری طرف حکومتِ پاکستان نے امارتِ اسلامیہ افغانستان کو فوری طور پر تسلیم نہ کر کے ایک ہمالائی غلطی کی۔ اگرچہ ایک سابق ڈی جی آئی ایس آئی نے کابل میں قہوہ کی پیالی بھی نوش کی لیکن حکومت اور اسٹیبلشمنٹ کے امریکہ کے حق میں یوٹرن نے جو کچھ حاصل کیا تھا وہ بھی کھو دیا۔ یہاں یہ چیز بھی قابل ذکر ہے کہ امریکہ کے خلاف 20 سالہ جنگ میں ٹی ٹی پی نے افغان طالبان کی بھرپور مدد کی۔ لہٰذا اپنے محسنوں کو پاکستان کے حوالے کر دینا ان کے لیے ایک انتہائی مشکل فیصلہ ہے۔ افغان طالبان نے حکومتِ پاکستان اور ٹی ٹی پی کے درمیان مذاکرات کروانے کی متعدد بار پیشکش کی اور مذاکرات شروع بھی ہوئے لیکن ہماری اسٹیبلشمنٹ نے غلط وقت پر غلط فیصلے کیے جس کے باعث مذاکرات کی بیل منڈھے نہ چڑھ سکی۔ حالیہ واقعہ کو ہی دیکھ لیں۔ ایک طرف پاکستان کا خصوصی ایلچی برائے افغانستان کابل میں مذاکرات کر رہا تھا تو اسی دوران پاکستان نے افغانستان کے صوبہ پکتیا میں فضائی حملے کر دیئے، جس میں عورتوں اور بچوں سمیت 46 افراد جاں بحق ہوئے۔ بہر حال ہم اب بھی یہ سمجھتے ہیں کہ آپس کی غلط فہمیوں اور ناراضگیوں کو طاقت سے نہیں مذاکرات کے ذریعے ہی حل کیا جا سکتا ہے۔

بات شام سے شروع ہوئی تھی تو بشار الاسد اپنی حکومت چھوڑ کر مبینہ طور پر دو ارب ڈالر کے ساتھ روس میں سیاسی پناہ لیے بیٹھا ہے۔ یہاں قارئین کی دلچسپی کے لیے یہ بھی عرض کرتے چلیں کہ وہ بلادِ شام جس کا تذکرہ احادیث مبارکہ میں آتا ہے اس میں آج کا شام، اردن، لبنان، فلسطین وغزہ، قابض یہودیوں کا اسرائیل اور ترکی کے بعض سرحدی علاقے شامل ہیں۔ بہر حال ہیئت تحریر الشام نامی ایک گروہ نے محض 8 دنوں میں بشار الاسد کا تختہ الٹ دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شام میں بسنے والی اکثریت یعنی سنی مسلمانوں نے 54 سال بعد سکھ کا سانس لیا ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی بلادِ شام کے حوالے سے بشارتیں کثرت سے موجود ہیں۔ حصول برکت کے لیے ان میں سے صرف دو احادیث قارئین کی خدمت میں پیش ہیں:

1- ”(فتنوں کے دور میں) مومنوں کا ٹھکانا شام ہوگا“ (نسائی)

2- حضرت زید بن ثابت ؓ فرماتے ہیں ایک بار ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا: ”ملک شام کے لیے خوش خبری ہے، ملک شام کے لیے خوشخبری ہے۔“ میں نے پوچھا کہ شام کی کیا خصوصیت ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ملک شام پر فرشتے اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں۔“ (مسند احمد و ترمذی)

جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ اس کے علاوہ بھی بلادِ شام کی اہمیت اور برکات کے حوالے سے متعدد احادیث مبارکہ موجود ہیں لیکن ان میں وقت اور افراد کا تعین نہیں کیا گیا۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ اسلامی ذہن رکھنے والے اکثر دانشور احمد الشرع (المعروف ابو محمد الجولانی) کے سحر میں گرفتار ہیں۔ ہمارے نزدیک شام کی نئی حکومت کے سربراہ احمد الشرع نے جو کابینہ منتخب کی ہے اس پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکومت مغرب کو خوش کرنے کے لیے ترتیب دی گئی ہے۔ اس میں ”امورِ خواتین“ کے نام سے بھی ایک وزارت قائم کی گئی ہے۔ امور خواتین ہی وہ نقب ہے جس کے ذریعے مغربی تہذیب کو مسلم ممالک میں داخل کیا جاتا ہے۔ الجولانی نے شام کے مرکزی بینک کو چلانے کے لیے بھی ایک خاتون کا چناؤ کیا ہے۔ مغربی میڈیا پر ان کے انٹرویوز میں وہ خود کو گہرے نیلے پینٹ کوٹ میں ملبوس، سرخ ٹائی لگائے ”معتدل اسلام“ کے علمبردار کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ پھر یہ کہ سی این این، این پی آر اور بی بی سی جیسے مغرب نواز میڈیا چینلز پر ان کے انٹرویوز کا جاری ہو جانا بذاتِ خود ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔ ہم اس انتظار میں ہیں کہ اسرائیل جو اب گولان کی پہاڑیوں پر مکمل قبضہ کر چکا ہے اور اپنے زیرِ تسلط علاقوں کو بڑھانے میں مصروف ہے اور جس کا گریٹر اسرائیل کا منصوبہ تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ جس کی تازہ مثال اسرائیل کی طرف سے جاری کردہ ایک ”تاریخی نقشہ“ ہے جس میں فلسطین، لبنان، اردن اور شام کو ناجائز صہیونی ریاست کا حصہ دکھایا گیا ہے۔ پھر یہ کہ 20 جنوری 2025ء کو امریکی صدر کے طور پر حلف اُٹھانے والے ڈونلڈ ٹرمپ واشگاف الفاظ میں ایک سے زائد مرتبہ اعلان کر چکے ہیں کہ وہ غزہ کے معاملہ میں بائیڈن سے بھی بڑھ کر اسرائیلی جنگی جرائم کا ساتھ دیں گے۔ گویا ”جنگ مخالف“ ٹرمپ بھی اسرائیل کے حوالے سے مکمل طور پر صہیونیوں کے انگوٹھے تلے دبے ہوئے ہیں۔ ان تمام معاملات پر اُمت مسلمہ کی ترجمانی کرتے ہوئے شام کے نئے قائد کب بیان دیں گے اور غزہ کے مسلمانوں کی مدد کے لیے کب عملی اقدامات اُٹھائیں گے؟ ہمیں خدشہ ہے کہ شام کی نئی حکومت اُمتِ مسلمہ کو کہیں داعش کے اینٹی تھیسس کے طور پر مسلمانوں کو ایک مرتبہ پھر چکمہ دینے کی چال نہ ہو۔ اللہ کرے کہ ہمارا گمان غلط ہو۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مومن کو ایک سوراخ سے دوبارہ ڈنگ نہیں لگ سکتا۔“ (بخاری) لہٰذا اس وقت کی صائب پالیسی ایک مرتبہ پھر جلد بازی کرنے کی بجائے wait and see کی ہی دکھائی دیتی ہے۔ واللہ اعلم!

اپنی نسلوں کا مستقبل بچایئے!

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 3 جنوری 2025ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیاتِ قرآنی کے بعد!

آج کے مطالعہ میں چار اہم موضوعات ہیں۔ سب سے پہلے ہم سورۃ الملک کی ابتدائی دو آیات کا مطالعہ کریں گے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی محبوب سورتوں میں شامل ہے۔ آپ ﷺ کے رات کو سونے سے قبل جو معمولات تھے، ان میں سورۃ الملک کی تلاوت بھی شامل تھی۔ احادیث مبارکہ میں ذکر ہے کہ یہ سورۃ عذاب قبر سے بچانے کے لیے بندے کے حق میں سفارش کرے گی۔ آغاز میں فرمایا:

﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ①﴾ ''بہت ہی بابرکت ہے وہ ہستی جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

کل اختیار اور مطلق بادشاہت صرف اللہ کے پاس ہے۔ قوموں کے عروج وزوال اور انسان کی عزت اور ذلت رب تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

﴿وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ﴾ (آل عمران:26) ''اور تُو عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور تُو ذلیل کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔''

آج اگر اُمت زوال سے دو چار ہے، اسلام دشمن قوتوں کے ہاتھوں مغلوب ہے اور کسمپرسی یا تنگدستی کی حالت میں ہے تو کل اسی امت کو اللہ نے دنیا پر حکومت اور عظمت بخشی تھی اور دوبارہ بھی اگر یہ امت سدھرنا چاہے، اپنے حالات کو بدلنا چاہے تو اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے، اللہ کی ذات پر توکل کر کے کھڑا ہونے کی کوشش کرے تو اللہ اس پر قادر ہے کہ وہ دوبارہ اس امت کو کھڑا کر دے گا۔ اگلی آیت میں فرمایا:

﴿الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ﴾ (الملک) ''جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔''

زندگی اور موت کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اس کے علاوہ نہ کوئی زندگی دے سکتا ہے اور نہ موت۔ اس نے انسان کو یہ دنیا کی زندگی اس لیے دی ہے کہ وہ ہمیں آزمائے کہ ہم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے اور کون سرکشی اور بغاوت کا راستہ اختیار کرتا ہے۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾﴾ (الذاریات) ''اور میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر صرف اس لیے کہ وہ میری بندگی کریں۔''

آج عبادت کا تصور بہت محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور عمرہ کر لیا تو بس عبادت کا حق ادا ہو گیا۔ بعض تو جمعہ کی دو رکعت تک محدود ہو چکے ہیں۔ حالانکہ عبادت کا تصور صرف چند عقائد، عبادات اور رسومات تک محدود نہیں ہے بلکہ عبادت پوری زندگی میں اپنے رب کی بندگی کا نام ہے۔ مسجد میں دوران نماز ہم اللہ کے سامنے جھکتے ہیں تو مسجد سے باہر بھی اسی اللہ کے سامنے جھکنے اور اس کی فرمانبرداری کرنے کا نام عبادت ہے۔ جو کام اللہ کی فرمانبرداری میں اور اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے وہ احسن عمل ہے۔ بصورت دیگر چاہے کوئی کتنے ہی اچھے اعمال کر لے لیکن نیت میں اللہ کی رضا اور دل میں ایمان نہیں ہے تو وہ اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں ہے۔ پھر یہ کہ صاحب ایمان بھی اگر

مرتب: ابوابراهیم

کوئی کام بغیر اخلاص کے کرتا ہے تو وہ بھی قابل قبول نہیں ہے۔ کوئی اللہ کی راہ میں خوب خرچ کر رہا ہے مگر مال حرام سے خرچ کر رہا ہے تو اس کا کوئی اجر نہیں ہے۔ بہرحال یہ دنیا کی زندگی امتحان ہے کہ کون اللہ کی بندگی (عبادت) میں زندگی گزارتا ہے اور کون سرکشی اور بغاوت کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ②﴾ ''اور وہ بہت زبردست بھی ہے اور بہت بخشنے والا بھی۔'' (الملک)

یعنی وہ اتنی زبردست طاقت اور قدرت والا ہے کہ کوئی باغی اور سرکش اس کی پکڑ سے بچ نہیں سکتا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اپنے مخلص بندوں کے لیے غفور ورحیم بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دونوں نوعیت کی یہ صفات انسان کے علم میں ہونی چاہئیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

((الایمان بین الخوف والرجا)) ''ایمان خوف اور امید کی درمیانی کیفیت کا نام ہے۔''

ایک نوجوان صحابی ؓ کی وفات کا وقت قریب تھا۔ آپ ﷺ تشریف لے گئے اور کیفیت کے بارے میں پوچھا۔ صحابی ؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! خوف بھی ہے کہ اللہ میری خطاؤں پر مجھے پکڑ نہ لے لیکن امید بھی ہے کہ وہ رحمت کا معاملہ فرمائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایمان کی علامت ہے۔ یہ دونوں کیفیات جس میں ہوں تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ رحمت کا معاملہ کرے گا۔

تصور برکت

پہلی آیت میں لفظ ﴿تَبٰرَكَ﴾ آ رہا ہے۔ یہ لفظ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ کہیں بھی مخلوق کے لیے استعمال نہیں ہوا۔ اس کے معنی واضح ہیں کہ برکت کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ہے۔ یعنی برکت والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اہلِ علم نے لکھا ہے کہ کسی شے میں غیر محسوس طور پر اللہ کی مدد اور نصرت شامل ہو جانا برکت ہے۔ کسی شے میں برکت کا آنا صرف اللہ کے اذن سے ہے۔ یہ انداز دیگر مقامات پر بھی آتا ہے۔ سورۃ الفرقان کے شروع میں فرمایا:

﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰي عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَۨا ①﴾ (الفرقان) ''بڑی بابرکت ہے وہ ہستی جس نے الفرقان نازل فرمایا اپنے بندے پر تا کہ وہ ہو تمام جہان والوں کے لیے خبردار کرنے والا۔''

جس شے کی نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتی ہے وہ برکت والی ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم اللہ کا کلام ہے، اس کو برکت والا کلام قرار دیا گیا۔ جس رات میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو نازل کیا اُسے برکت والی رات قرار دیا گیا۔ اسی طرح بلادِ شام کو اللہ تعالیٰ نے برکت والی سرزمین قرار دیا، وہاں کثرت میں اپنے انبیاء کو بھیجا اور وحی کے ذریعے انسانوں کو ہدایت عطا فرمائی۔ برکت صرف اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے۔ اسی لیے ہم دوسرے مسلمان کو سلام کرتے ہوئے کہتے ہیں: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اسی طرح نماز میں جب حضور ﷺ کو سلام پیش کرتے ہیں تو کہتے ہیں: السلام علیك ایها

النبی ورحمة الله وبرکاته۔ پھر حضور ﷺ پر درود بھیجتے ہوئے کہتے ہیں: اللھم بارك علی محمد وعلی آل محمد۔ بنیادی بات یہ ہے کہ برکت دینا صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور جس شے کی نسبت اللہ کی طرف ہوجاتی ہے یا جس شے کا تعلق اللہ سے جڑ جاتا ہے اس میں برکت آنا شروع ہوجاتی ہے اور اس کی انتہا امام الانبیاء ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔ اس حوالے سے بہت سارے واقعات پیش کیے جاسکتے ہیں لیکن سب سے بڑا ثبوت معراج کا واقعہ ہے کہ ساری کائنات کے عجائب اور آثار اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس قدر مختصر وقت میں دکھا دیئے کہ واپسی پر بھی ابھی بستر گرم تھا اور کنڈی ہل رہی تھی۔ لہٰذا برکت کی انتہا اگر کسی کو عطا ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کو عطا ہوئی۔

آج ہمارا معاملہ یہ ہے کہ کہتے ہیں برکت اُٹھ گئی، مال، اولاد، گھر، وقت اور ہر چیز میں سے برکت اُٹھ گئی۔ وجہ صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق نہیں رہا۔ سرکشی، معصیت اور گناہوں کے ساتھ برکت حاصل نہیں ہوتی۔ اس میں سمجھنے کا نکتہ یہ ہے کہ جتنا رب سے ہمارا تعلق مضبوط ہوگا، جتنا اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں خود کو لگائیں گے اتنی ہی ہمارے معمولات میں برکتیں آنا شروع ہوجائیں گی۔ کبھی وہ وقت بھی تھا کہ گھر کے دو افراد کماتے تھے اور پچیس افراد بیٹھ کر کھاتے تھے، اچھا خاصا گزارا ہوجاتا تھا۔ آج لاکھوں کمانے والے بھی کہتے ہیں کہ گزارا نہیں ہورہا۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم بحیثیت مجموعی اللہ تعالیٰ سے غداری اور اُس کے دین سے سرکشی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ یہ ملک ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا لیکن اسلام کو دیس نکالا دے دیا اور اللہ کے احکامات کی دھجیاں اُڑائی جارہی ہیں۔ پھر ہم شکوہ بھی کرتے ہیں کہ برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر!

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

انفرادی سطح پر بھی ہمارے احوال سرکشی والے ہیں۔ پورے دین پر عمل تو ایک طرف، صرف نماز جو دین کا ستون ہے اور اس کے پڑھنے پر کم ازکم ہمارے ملک میں کوئی پابندی بھی نہیں ہے مگر کتنے فیصد لوگ پنج وقتہ باجماعت نماز کا اہتمام کرتے ہیں، سب کے سامنے ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ برکت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾ (الاعراف:96)

’’اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم اُن پر کھول دیتے آسمانوں اور زمین کی برکتیں۔‘‘

آج جو ہماری حالت ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ سکون ڈھونڈنے سے نہیں ملتا۔ حکومت کے دعوے ہیں کہ مہنگائی کی شرح کم ہورہی ہے مگر عام آدمی کو پتہ ہے کہ اس کی زندگی کتنی اجیرن ہوچکی ہے۔ یہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر اللہ کے دین سے سرکشی اور بغاوت کا نتیجہ ہے۔ برکت اللہ کے احکامات کی پامالی، سرکشی اور دین بے زاری سے نہیں آتی بلکہ وہ اللہ کے ساتھ تعلق قائم کرکے آتی ہے، وہ اللہ کے سامنے جھک کر آتی ہے۔ اللہ ہمیں برکت کے حصول کے لیے نافرمانیوں کو چھوڑنے اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی طرف پلٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سال نو کا جشن

جنوری کے آغاز میں اسلام آباد، کراچی، لاہور سمیت ملک کے مختلف علاقوں اور دیگر کئی مسلم ممالک میں جو ہلڑ بازی اور تماشا ہوا وہ انتہائی افسوسناک ہے۔ خاص طور پر ان حالات میں کہ جب اُمتِ مسلمہ کا ایک حصہ کفار ومشرکین کے ہاتھوں ظلم وستم کا نشانہ بنا ہوا ہے، ہمارے بعض لوگوں کا یہ خیال انتہائی افسوسناک ہے کہ سال نو کا جشن اگرچہ غیروں سے ملا ہے لیکن چلو اس کو اسلامائز کر لیتے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! اس دفعہ تو گورنر سندھ نے پونا گھنٹہ آتش بازی کروائی۔ باقی صوبوں میں بھی کوئی کم ہلڑ بازی نہیں ہوتی۔ اس ہلڑ بازی اور ہوائی فائرنگ کے نتیجہ میں جس قدر وقت کا ضیاع ہوتا ہے، جتنی جانیں جاتی ہیں، جس قدر شہریوں کا، بیماروں کا، ضعیفوں کا سکون برباد ہوتا ہے، وہ الگ نقصان ہے لیکن سب سے بڑھ کر امت مسلمہ اس وقت غمزدہ ہے اور مصیبت میں ہے، غزہ میں معصوم بچوں اور عورتوں کا قتل عام جاری ہے اور اس المناک صورتحال میں بجائے اس کے کہ ہم اللہ سے ان کے لیے دعائیں مانگیں، اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور توبہ استغفار کریں اُلٹا غیروں کی رسم میں شریک ہوکر جشن منائیں تو اس سے بڑا المیہ کیا ہوگا۔ بحیثیت مسلمان ہمارے لیے اللہ کے آخری رسول ﷺ کی سیرت ہی اسوہ ہے۔ ہمیں غیروں کے رسوم ورواج پر چلنے کی کیا ضرورت ہے۔ حضور نے نیا چاند دیکھنے پر یہ دعا تعلیم فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ)) (ترمذی)

’’اے اللہ! ہم پر اس چاند کو خیر وایمان اور سلامتی واسلام کے ساتھ طلوع فرما۔ (اے چاند) میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔‘‘

اسی طرح ہر ہر موقع پر آپ نے اُمت کو دعائیں سکھائی ہیں، ان کا اہتمام کریں اور اپنے بچوں کو بھی سکھائیں۔ اپنی اصل کی طرف لوٹیں۔ غیر اسلامی چیزوں کو اسلامائز کرنے کی کوشش کرنے سے ہمیں اللہ کی مدد اور نصرت حاصل نہیں ہوگی۔ یہ صرف اللہ کے دین پر عمل پیرا ہونے سے حاصل ہوگی۔

نکاح کو آسان کریں

اگر ہم نے اپنی نسلوں کے مستقبل کو بچانا ہے تو ان کی حیا کی حفاظت کا انتظام ہر حالت میں کرنا ہوگا۔ پہلی چیز دینی تعلیم ہے، گھروں میں بھی دینی تربیت کا اہتمام ہو۔ پھر ایک مسلمان ملک کے تعلیمی نظام ترتیب دینے والوں پر اس حوالے سے سب سے بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، لیکن بدقسمتی سے ہمارے تعلیمی نظام کا جو انداز اور ماحول ہے اس میں ہماری نسلوں کا مستقبل تباہ ہورہا ہے۔ اس مخلوط ماحول میں جو کچھ ہورہا ہے وہ بیان کرنے کے قابل نہیں ہے۔ پٹرول اور ماچس کی تیلی جلا کر ایک جگہ رکھ دیں اور کہیں کہ آگ نہیں لگے گی تو یہ بے وقوفی ہے اور ہماری یہی بے وقوفی نسلوں کو تباہ کررہی ہے۔ حیا کی حفاظت کا ایک سب سے بڑا ذریعہ نکاح کی سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: اے نوجوانو! نکاح کرو، یہ نگاہوں کو نیچا رکھتا ہے اور شرمگاہوں کی حفاظت کرتا ہے۔ جو استطاعت نہیں رکھتا وہ روزے رکھے۔ روزے کا حاصل تقویٰ ہے، خدا کا خوف دل میں ہوگا تو انسان گناہوں سے، حرام کاری سے اور بے حیائی کے کاموں سے بچے گا۔ مگر روزہ انسان کب تک رکھے گا اور کتنے سال تک رکھے گا۔ لہٰذا اصل حل یہی ہے کہ نکاح کو آسان بنایا جائے۔ آج ہمارے معاشرے میں بے حیائی جس قدر بڑھ رہی ہے اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہم نے نکاح کو مشکل بنا دیا ہے۔ شادیوں میں لاکھوں کروڑوں روپے کے خرچ ہم لوگوں نے بڑھا رکھے ہیں اور عجیب عجیب رسمیں اور دعوتوں کے سٹائل بنا رکھے ہیں۔ شادی سے پہلے لمبے لمبے فنکشنز مقرر کر رکھے ہیں، چھوٹی منگنی، درمیانی منگنی، بڑی منگنی وغیرہ وغیرہ اور پھر ان خودساختہ رسومات میں لاکھوں کروڑوں خرچ ہوتے ہیں۔ پھر یہ بھی رواج بنا دیا گیا ہے کہ شادی سے پہلے عید آگئی تو لڑکی والے تین چار لاکھ کا مہنگا بکرا تیار کرکے لڑکے والوں کو بھیجیں گے۔ کہیں عید کے ٹوکرے جارہے ہیں۔ پھر شادی میں مہندی کی رسم میں لاکھوں روپے کا خرچہ، پھر مایوں کے فنکشنز۔ اللہ کی پناہ۔ کہیں کلر ڈے منایا جاتا ہے، گرین ڈے ہوگا تو ساری خواتین گرین سوٹ پہن کر آئیں گی، پھر Yellow، پھر اورنج وغیرہ وغیرہ۔ جس اُمت کا ایک بڑا حصہ آگ اور خون کی لپیٹ میں ہو اور دوسری طرف اس طرح کے فضول دکھاوے اور رسومات ہوں تو یہ لمحۂ فکریہ ہے۔ اتنا بڑا مشن اس اُمت کو اللہ کے آخری رسول ﷺ سونپ کر گئے اور ختم نبوت کے بعد اس امت پر بھاری ذمہ داریاں ہیں۔ دنیا کے اربوں غیر مسلموں تک نبی ﷺ کا پیغام اور کلمہ پہنچانا، اللہ کے دین کو قائم کرکے دنیا کے سامنے پیش کرنا اس اُمت کی ذمہ داریاں ہیں۔ ایسی امت کو ان فضول کاموں کے لیے فرصت ہی نہیں ہونی چاہیے۔ قرآن میں اللہ نے فرمایا:

﴿وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ

﴿وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ط﴾ (الاعراف:157)

’’اور حرام کر دیں گے ان پر ناپاک چیزوں کو‘ اور اُن سے اتار دیں گے ان کے بوجھ اور طوق جو ان (کی گردنوں) پر پڑے ہوں گے۔‘‘

نبی اکرم ﷺ کو لوگوں کے سروں سے بوجھ اور اُن کے گلوں سے طوق اُتارنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بشارت دی جس نے تین بیٹیوں کی کفالت کی اور اُن کی شادی کروادی روز قیامت وہ میرے ساتھ کھڑا ہوگا۔ جبکہ آپ ﷺ سے پہلے بیٹیوں کو بوجھ سمجھا جاتا تھا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے نکاح کو آسان بنانے کی تعلیم دی۔ لیکن آج ہم نے فضول رسومات کے ذریعے بوجھ بنالیا اور اس وجہ سے بیٹیوں کو بھی بوجھ سمجھنے لگے۔ بخاری شریف میں حدیث رسول ﷺ ہے:

((ان الدین یسر)) ’’بے شک دین آسان ہے۔‘‘

اسی طرح قرآن میں فرمایا:

﴿یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرہ:) ’’اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ سختی نہیں چاہتا۔‘‘

آج ہم نے خود اپنے لیے مشکلات پیدا کر لی ہیں اور فضول رسموں کو اپنا کر نکاح کو اس قدر مشکل بنا لیا ہے کہ کروڑوں روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ اسی وجہ سے بچیوں کے بال سفید ہوجاتے ہیں لیکن شادی نہیں ہو پاتی۔ حالانکہ اللہ کا دین ان تمام فضول رسموں اور بے جا تصرفات سے منع کرتا ہے۔ اسلام نے نکاح کو بہت آسان بنایا ہے۔ اسلامی روایات کے مطابق مسجد میں نکاح ہو، چھوہارے بانٹے جائیں اور لڑکی کو سادگی کے ساتھ رُخصت کیا جائے۔ دوسرے دن لڑکے والے ولیمہ کریں جس میں ون ڈش کا تصور ہو۔ مہر کا ادا کرنا قرآن میں اللہ کا حکم ہے، اور سنت کی تعلیم ہے۔ باقی ساری زندگی کفالت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے شوہر کے کندھوں پر ڈالی ہے۔ اس معاملے میں مرد کو مرد بننا چاہیے اور بے حمیت بن کر جہیز کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے جیسا کہ ہمارے معاشرے میں رواج بن چکا ہے کہ جہیز میں کپڑوں، گاڑیوں، فرنیچر اور فلاں فلاں کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ کبھی کوئی نکاح کے موقع پر منہ پھاڑ کر مطالبہ کر رہا ہوتا ہے کہ مجھے جہیز میں یہ بھی چاہیے، وہ بھی چاہیے۔ یہ سب غیر اسلامی چیزیں ہیں جو ہم نے خود اپنالی ہیں۔ اگر اسلامی روایات کے مطابق نکاح کریں گے تو تمام فضول رسومات اور خرافات سے بچ جائیں گے اور ہماری نسلوں کی حیا اور ان کا مستقبل بھی بچ جائے گا۔ بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس حوالے سے باقاعدہ آگاہی مہم کا آغاز کیا تھا۔ اس تحریک کو بعض لوگوں نے پروموٹ کیا اور ابھی تک بعض شہروں میں یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ بھارت میں بھی بعض علاقوں میں علماء اور سماجی شخصیات نے مل کر طے کیا کہ نکاح کو آسان بنایا جائے۔ ایک علاقے میں علماء نے طے کیا کہ نکاح شام چار بجے ہوگا تاکہ کھانے کا وقت نہ ہو۔ بہر حال اسلامی روایت کے مطابق ہم چلیں گے تو ہم اپنی نسلوں کی حیا، ایمان اور مستقبل کی حفاظت کر پائیں گے۔

اسرائیلی جارحیت

اسرائیل کی درندگی مزید بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اب شمالی غزہ میں بھی ایک ہسپتال پر بمباری کی گئی ہے۔ جنوبی غزہ میں بھی روزانہ سینکڑوں بے گناہ مسلمانوں کو شہید کیا جا رہا ہے۔ تاہم فلسطینی اپنی استقامت میں کمزور نہیں پڑے، موسم کی شدت بھی ہے، شدید سردی اور بارش بھی ہے لیکن فلسطینی مسلمان کا حوصلہ اور عزم کمزور نہیں ہوا۔ باقی اُمت میں فلسطینیوں کا درد بھی کمزور نہیں پڑنا چاہیے۔ اُمت کے بس میں جو ہے، اُسے کرنا چاہیے۔ فلسطینیوں کے لیے دعا بھی کرنی چاہیے، ان کے لیے آواز بھی بلند کرنی چاہیے اور جہاں تک ہو سکے ان کی مالی مدد بھی کرنی چاہیے۔ ہم جانتے ہیں کہ اقوام متحدہ بھی امریکہ اور اسرائیل کی کنیز ہے۔ تاہم پاکستان کو اس میں غیر مستقل رکن کی حیثیت مل گئی ہے تو اس فورم سے فلسطینیوں کے حق میں آواز اُٹھانا چاہیے۔ یہ پاکستان کا اخلاقی اور سفارتی فرض ہے کہ کشمیر کا معاملہ ہو، فلسطین کا ہو، میانمار کا معاملہ ہو، جہاں بھی مسلمانوں پر ظلم ہو اس کے خلاف آواز اُٹھائے۔ تاہم اصل حل یہی ہے کہ جب تک مسلمان ممالک متحد ہو کر طاغوتی قوتوں کے مقابلے میں کھڑے نہیں ہوں گے مسلمانوں کے جان و مال کا تحفظ ممکن نہیں ہوگا۔ انفرادی سطح پر ہر مسلمان کو اپنے اصل کی طرف لوٹنا چاہیے اور اللہ کے دین پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ روز قیامت ہم سب نے اللہ کے سامنے اس کا جواب دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین مبین پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

پریس ریلیز 10 جنوری 2025ء

اسرائیل کا ناجائز صہیونی ریاست کی سرحدوں میں فلسطین، اردن، لبنان اور شام کو شامل کر کے ’’تاریخی نقشہ‘‘ جاری کرنا انتہائی تشویش ناک ہے

شجاع الدین شیخ

اسرائیل کا ناجائز صہیونی ریاست کی سرحدوں میں فلسطین، اردن، لبنان اور شام کو شامل کر کے ’’تاریخی نقشہ‘‘ جاری کرنا انتہائی تشویش ناک ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ بشار الاسد کی حکومت کے خاتمہ پر شام کے مسلمانوں نے یقیناً سکھ کا سانس لیا ہے جن کو گزشتہ 54 سالوں سے اسد خاندان کی طرف سے مسلسل ناقابل بیان وحشیانہ ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ اسد خاندان نے مسلمانوں کی بستیوں کی بستیاں مسمار کر دیں اور ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بشار الاسد نے بلا مبالغہ لاکھوں شامی مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ 2.2 کروڑ پر مشتمل اس ملک میں تقریباً نصف آبادی کو اپنے ہی ملک میں بے گھر کر دیا گیا۔ کئی لاکھ شامی مسلمان دیگر ممالک میں ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے جن میں سے ہزاروں سفر کے دوران ہی جان بحق ہو گئے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ شام کی نئی حکومت کے سربراہ جن کی جوانی کا بیشتر حصہ ایک مجاہد کے طور پر گزرا ہے، اُن کو صہیونیوں کے گریٹر اسرائیل کے منصوبہ کا صحیح ادراک کرنا ہوگا۔ اسرائیل گولان کی پہاڑیوں پر مکمل قبضہ کر کے شام میں آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ جس کا واضح ثبوت اسرائیل کی جانب سے جاری کردہ حالیہ ’’تاریخی نقشہ‘‘ ہے جس میں ناجائز صہیونی ریاست کی سرحدوں میں فلسطین، اردن، لبنان اور شام سب کو شامل کیا گیا ہے اور جس کی اسرائیل کے ساتھ تعلقات ہونے کے باوجود متحدہ عرب امارات نے بھی مذمت کی ہے۔ بہر حال ضرورت اس امر کی ہے کہ شام کی نئی حکومت امریکہ سمیت دیگر طاغوتی قوتوں کی آشیر باد حاصل کرنے اور ’’معتدل اسلام‘‘ کا نعرہ لگانے کی بجائے ملک میں ٹھیٹ اسلامی نظام کے قیام اور نفاذ کی طرف پیش رفت کرے۔ غزہ کے مظلوم و مجبور مسلمانوں کی عملی مدد کے لیے آگے بڑھے اور فلسطین میں مسجدِ اقصیٰ کی حفاظت کرنے والے حقیقی مجاہدین کے ساتھ روابط بڑھاتے ہوئے ان کی عملی مدد کرے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ 20 جنوری کو نئے امریکی صدر کے طور پر حلف اٹھانے والے ڈونلڈ ٹرمپ نے کُھل کر دھمکی دے دی ہے کہ وہ غزہ میں جاری اسرائیلی جنگی جرائم کا بائیڈن سے بڑھ کر ساتھ دے گا۔ اس تناظر میں شام کی نئی حکومت اور عوام کو چاہیے کہ وہ اُن بلادِ شام کی عملی شکل اختیار کرنے پر توجہ دیں جن کے بارے میں احادیث مبارکہ میں برکتوں اور رحمتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ انہوں نے دیگر مسلم ممالک کی حکومتوں اور مقتدر حلقوں کو بھی مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تمام مسلم ممالک متحد ہو کر طاغوتی قوتوں کے مذموم مقاصد کو ناکام بنانے کے لیے عملی اقدامات کریں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

اسلام کی پہلی اور آخری کڑی

معاون شعبہ تعلیم و تربیت: عبدالرؤف

تنظیم اسلامی کُل پاکستان کے سالانہ اجتماع منعقدہ 15 تا 17 نومبر 2024ء کے موقع بیان کردہ مطالعہ حدیث کی تلخیص

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ ؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((لَتُنْتَقَضَنَّ عُرَى الْاِسْلَامِ عُرْوَۃً عُرْوَۃً فَکُلَّمَا انْتَقَضَتْ عُرْوَۃٌ تَشَبَّثَ النَّاسُ بِالَّتِیْ تَلِیْھَا وَ اَوَّلُھُنَّ نَقْضًا الْحُکْمُ وَ آخِرُھُنَّ الصَّلَاۃُ)) (مسند احمد)

حضرت ابوامامہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’اسلام کی ایک ایک کڑی کو چن چن کر توڑ دیا جائے گا اور جب ایک کڑی ٹوٹ جایا کرے گی تو لوگ دوسری کے پیچھے پڑ جایا کریں گے سب سے پہلے ٹوٹنے والی کڑی انصاف کی ہوگی اور سب سے آخر میں ٹوٹنے والی نماز ہوگی۔‘‘

اس حدیث کی روشنی میں چند امور غور طلب ہیں۔

سب سے پہلے یہ کہ یہاں کڑی کے ٹوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ ایک ایک کڑی کر کے اسلام کو چھوڑتے چلے جائیں گے اور آہستہ آہستہ اسلام سے دستبرداری اختیار کرتے چلے جائیں گے۔ سب سے پہلے جو کڑی ٹوٹے گی وہ یہ کہ معاشرہ میں انصاف ختم ہو جائے گا اور غیر اللہ کا قانون آجائے گا۔ یہ سب سے پہلی کڑی ہے جو ٹوٹے گی اور آخری کڑی نماز ہوگی، اور اسی ذیل میں یہ واضح رہنا چاہیے کہ نماز دین کا ستون اور اہم ترین عبادت ہے لیکن صرف نماز یا دیگر ارکان اسلام سے دین مکمل نہیں ہوتا بلکہ اہم ترین کڑی تو نظامِ حکومت ہے جس کے لیے قوت نافذہ (Governing Power) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر دین سیاسی اعتبار سے مغلوب ہوگا تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ نہ صرف عبادات اور رسومات بلکہ ہمارے عقائد بھی خطرے میں پڑے ہوئے ہیں، لہٰذا آج دیکھ لیں کہ ہماری پیدائش، وفات اور شادی کی رسومات اکثر و بیشتر یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں یا سکھوں کے طریقہ پر انجام دی جا رہی ہے اور اس میں اِلّا ماشاءاللہ ہماری وہ اکثریت شامل ہے جو مسلمان ہونے کی دعوے دار ہے۔

اس کے بعد عبادات کے حوالے سے جائزہ لیا جائے تو نماز، تراویح، جمعہ، حج اور عمرہ کے ساتھ 2020ء میں جو سلوک کرونا کی وبا کے دوران ہوا، وہ ابھی کل ہی کی بات ہے کہ جس کے دوران 1400 سال سے ہمارا باجماعت نماز کا جو ایک نظام چلا آ رہا تھا اُس کو توڑ دیا گیا اور نمازِ جمعہ پر پابندی لگا دی گئی، نمازِ تراویح پر پابندی لگا دی گئی، یہاں تک کہ حج اور عمرہ کو بھی محدود کر دیا گیا، مسجد نبوی ﷺ اور خانہ کعبہ تک کو بند کر دیا گیا اور یہ کس کے حکم کے تحت ہوا؟ یہ کسی مسلمان مفتی کے حکم کے تحت نہیں ہوا بلکہ یہ فتویٰ تھا عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ او) کا، جس کے تحت ہماری عبادات کا نظام بھی درہم برہم کرنے کی کوشش کی گئی حالانکہ اس سے پہلے حضرت عمر فاروق ؓ کے دورِ خلافت میں وسیع پیمانے پر طاعون کی وبا پھیلی تھی جو کرونا سے بھی زیادہ متعدی بیماری ہے لیکن نماز اور دیگر عبادات کے نظام کو اُس وقت بھی اپنی اصل شکل میں بحال رکھا گیا کیونکہ قوتِ نافذہ اہل ایمان کے پاس تھی۔ اس کے بعد اگر یہی صورتحال برقرار رہتی ہے تو پھر ہمیں اپنے ایمان اور عقائد کی بھی خیر منانی ہوگی کیونکہ دجال کا اگلا حملہ یہی ہوگا کہ جو کلمہ کفر کہے گا صرف اُس کے منہ میں نوالہ ڈالا جائے گا۔

بانیٔ تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد ؒ اسی پہلی کڑی کے بارے میں فرماتے تھے کہ وہ خلافت راشدہ کا ملوکیت میں تبدیل ہونا ہے اور اس کے ساتھ وہ شاہ اسماعیل شہید ؒ کی کتاب منصب امامت کا حوالہ بھی دیتے تھے کہ جس میں اسلام کی عمارت کی چھ منازل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ پہلی منزل اُس وقت زمین بوس ہونا شروع ہوئی جب خلافت، ملوکیت میں تبدیل ہوئی اور اس کے بعد پھر آہستہ آہستہ باقی منازل بھی گرتی چلی گئیں۔ اس حدیث کی روشنی میں اقامتِ دین کی جدوجہد پر اعتراض کرنے والوں کا جواب بھی یہی ہے کہ جو اسلام کے نظامِ سیاست و حکومت کو ارکان اسلام سے علیحدہ قرار دے کر یہ راگ الاپے چلے جاتے ہیں کہ دیکھیں جی دین تو آج بھی قائم ہے کہ مسجدیں کھلی ہوئی ہیں، نمازیں پڑھی جا رہی ہیں، حج اور عمرہ ادا ہو رہا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ قوت نافذہ اور نماز کو یہاں اکٹھا کر رہے ہیں یعنی کرسی اور مصلی دونوں کو ایک ہی تسبیح کے دانے قرار دے رہے ہیں لیکن ہمارے مذہبی طبقے کا حال یہ ہے کہ مصلی یعنی امامت، خطابت، تدریس و افتاء کا ادارہ تو اپنے پاس رکھ لیا اور کُرسی یعنی نظام حکومت و سیاست فساق و فجار اور اللہ تعالیٰ کے دین کے باغیوں کے پاس رہنے دیا اور اِس پر اُنہیں کوئی تشویش بھی نہیں۔ جس سے یہ واضح نتیجہ نکل رہا ہے کہ آج اگر امت کی بہت بڑی اکثریت نماز اور دین کے دیگر بنیادی ارکان، عقائد، ایمانیات یا اخلاقیات سے دور جا چکی ہے تو اس کی بنیادی وجہ بھی دین کا بطور اجتماعی نظام مغلوب ہونا ہے اور اسی مغلوبیت کا ذکر کرتے ہوئے بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ دین کے حرکی تصور کے ناقدین سے یہ سوال کیا کرتے تھے کہ آج اُمت کی جو حالت ہوئی ہے اور 50 سے زیادہ مسلمان ملک اور تعداد میں دو ارب ہونے کے باوجود ہر طرف سے مار کھا رہے ہیں۔ وہ اس شعر کا سہارا لیتے تھے کہ تم کہتے ہو کہ اسلام اب بھی قائم ہے تو کیسے قائم ہے؟ بتاؤ مجھے کہ ’’حساب میرا جوں کا توں، کنبہ میرا ڈوبا کیوں؟‘‘ اس حدیث مبارکہ کے ذیل میں میری اور آپ کی جو ذمہ داری ہے اُسے ایک دوسری حدیث میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ ’’اسلام کا آغاز غربت یعنی اجنبیت میں ہوا تھا اور یہ عنقریب اجنبی ہو جائے گا، پس خوشخبری ہے، ان غرباء کے لیے جو اپنے قبائل سے الگ کر دیے جائیں گے اور لوگوں کی اصلاح کا فریضہ اُس وقت انجام دیں گے جب ان میں فساد پھیل جائے گا‘‘ اور جو میری سنت یعنی سب سے بڑی سنت اللہ کے دین کی دعوت اور اس کے غلبہ کی جدوجہد والی سنت کو زندہ کریں گے، وہ سنت اُسی وقت صحیح معنوں میں زندہ ہو گی جب بنی نوع انسان قرآن حکیم کے دو مقامات پر بیان کیے جانے والے اعمال اختیار کر کے ایک مضبوط کڑی کا سہارا لے لیں گے۔ پہلے عمل کا نام احسانِ اسلام ہے جس کا ذکر سورۃ لقمان آیت 22 میں اِن الفاظ میں آ رہا ہے۔ کہ ﴿وَ مَنْ یُّسْلِمْ وَجْھَہٗٓ اِلَی اللّٰہِ وَ ھُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی﴾ اور ’’جس شخص نے اپنا چہرہ اللہ کے سامنے جھکا دیا اور وہ احسان کی روش اختیار کرنے والا بھی ہو تو اُس نے تھام لیا مضبوط حلقے کو اور دوسرے عمل کا نام کفر بالطاغوت ہے جس کا ذکر سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 256 میں ان الفاظ میں آ رہا ہے کہ ﴿فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْۢ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی﴾ ’’تو جو کوئی بھی طاغوت کا انکار کرے اور پھر اللہ پر ایمان لائے تو اس نے بہت مضبوط حلقہ تھام لیا‘‘ اور اس کے لیے ایک پیہم اور مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہے۔ لہٰذا حدیث کے الفاظ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ؎

وقتِ فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

’’رہنمائی برائے بامعنی زندگی‘‘

امیر تنظیم اسلامی پاکستان محترم شجاع الدین شیخ کا یونیورسٹی آف لاہور کی کریکٹر بلڈنگ سوسائٹی کے اراکین سے خطاب

*’’اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ‘‘ جس کی یہ دعا قبول ہوجاتی ہے وہ بامقصد زندگی جینے لگتا ہے۔
*علم معاشیات میں پڑھایا جاتا ہے کہ انسان کی خواہشات لامحدود ہیں اور وسائل محدود جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ ’’میری رحمت (وسائل) لامحدود اور اُس کے مقابلے میں تمام مخلوقات کی خواہشات محدود ہیں۔‘‘
*اللہ میرے اور میری فیملی کے لیے یہ اعلان کردے کہ تو میرے بندوں میں داخل ہوجا اور میری جنت میں داخل ہوجا تو یہ اتنی بڑی ترغیب ہے کہ بندہ مرتے دم تک بامقصد زندگی کی دھن میں لگا رہتا ہے اور کبھی ناکامی کا خیال نہیں آتا۔

خالد نجیب خان

بے بندگی کی زندگی میں جو شرمندگی ہے، اس کا احساس اُسی کو ہوسکتا ہے جس کی زندگی میں کچھ تڑپ باقی ہو ورنہ تو بے معنی زندگی گزارنے والوں کی ایک بڑی تعداد ہمارے معاشرے میں موجود ہے۔ گزشتہ دنوں یونیورسٹی آف لاہور کی کریکٹر بلڈنگ سوسائٹی نے اپنے کیمپس میں واقع آڈیٹوریم ون میں ایک خصوصی لیکچر کا اہتمام کیا۔ موضوع تھا ’’رہنمائی برائے بامعنی زندگی‘‘ مقرر تنظیم اسلامی پاکستان کے امیر محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ تھے۔ خطاب کرنے کے لیے اُنہیں خصوصی طور پر کراچی سے مدعو کیا گیا تھا۔ آج کل کے ماحول میں لیکچر کا یہ موضوع اہل دانش کے نزدیک بڑی اہمیت کا حامل ہے اسی لیے یونیورسٹی کا آڈیٹوریم ون طلبہ اور دیگر مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔

امیر تنظیم اسلامی نے اپنے خطاب میں کہا کہ میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں، اُس کی توفیق سے طلبہ اساتذہ اور دیگر فیکلٹی ممبرز سے ملاقات ہورہی ہے اور یونیورسٹی آف لاہور کی مینجمنٹ اور خاص طور پر کریکٹر بلڈنگ سوسائٹی کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے ایک بہت ہی بامقصد محفل سجائی ہے۔

آج ہمارا موضوع ہے، ’’گائڈنس فار مینگ فل لائف‘‘۔

“Guidance for meaningful life”

سب سے پہلے ہم بات کریں گے کہ زندگی ہے کیا؟ ہم مسلمان ہیں اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات پر ہمارا ایمان ہے۔ قرآن حکیم کو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام ہے، رسالت مآب ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ کے آخری رسول ہیں اور اس بات سے ہم اتفاق کرتے ہیں کہ یہ دنیا ہمیشہ رہنے والی نہیں بلکہ عارضی ہے، فنا ہوجانے والی ہے اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ اصل زندگی آخرت کی ہے اور ہمیں بالآخر لوٹ کر اپنے رب کی طرف جانا ہے۔ ہم جب کسی کے انتقال کی خبر سنتے ہیں تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہیں۔ یہ قرآن حکیم کی ایک آیت کا حصہ ہے جس کا ترجمہ ہے کہ بیشک ہم اللہ ہی کے ہیں اور اُسی کی طرف ہمیں لوٹ جانا ہے۔ جانے والا یہ میسج دے کر گیا کہ میری زندگی بھی تمہاری طرح کی تھی، میں آج چلا گیا ہوں، کل تم بھی میرے پیچھے پیچھے آرہے ہو گے۔ موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے کہ اس پر کسی کو انکار نہیں ہے۔ کسی کا خدا کی ذات کے بارے میں تو اختلاف ہوسکتا ہے مگر موت کے بارے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ میں جب مرجاؤں گا تو یہ اینڈ آف ٹائم نہیں ہوگا بلکہ بگنگ آف ٹائم ہوگا۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگو! آج تم سو رہے ہو، جب موت آئے گی، تب تم جاگو گے۔ قرآن تین دفعہ فرماتا ہے: ’’دنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ نہیں‘‘ تو پہلا پوائنٹ، جس زندگی کو ہم گزار رہے ہیں یہ ہے تو ایک حقیقت مگر حتمی اور اصلی طور پر یہ حقیقت نہیں ہے۔

اور ہر نماز کی ہر رکعت میں ہم اقرار کرتے ہیں کہ ’’مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ‘‘ اللہ بدلے کے دن کا مالک ہے۔ دوسری بات جب یہ اصل نہیں ہے تو ادھر بھیجا کیوں گیا ہے؟ یہ عارضی ہے یہ فانی ہے مگر ہے تو...... پھر اس کا کوئی مقصد ہوگا اور یہ مقصد کوئی ہمہ شمہ نہیں بتائے گا بلکہ وہ بتائے گا جس نے پیدا کیا مجھے اور ہم سب جس ذات کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کہتے ہیں اور جس نے اپنے کلام مجید میں سورۃ الذاریات کی آیت 56 میں فرمایا: ’’میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا‘‘۔

؎ زندگی آمد برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی

ہر پیغمبر کی دعوت کا بنیادی نقطہ یہ رہا۔ سورۃ اعراف آیت نمبر 59 میں بھی حضرت نوح علیہ السلام کے الفاظ ہیں: ’’اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو، اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔‘‘

یہاں عبادت کے تصور کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ غیروں کو چھوڑیں اپنوں میں بھی بڑی غلط فہمی ہے کہ عبادت صرف نماز، روزہ اور حج، زکوٰۃ کا نام ہے۔ یہ بھی عبادات ہیں، ان باتوں کی نفی نہیں ہے لیکن یہ عبادت کا وسیع اور جامع تصور ہرگز نہیں ہے۔ اس کی تصحیح کی ضرورت ہے۔ یہ عبادت تو محدود وقت کی ہی ہے جبکہ اللہ کی عبادت کا جو تصور ہے وہ 24 گھنٹے کی عبادت کا ہے۔ پھر یہ کہ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کو بھی عبادت قرار دیا گیا ہے۔

جامع ترمذی کی روایت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں پتہ ہے مفلس کسے کہتے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ہم تو اُسے مفلس سمجھتے ہیں جس کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو، فرمایا نہیں میری اُمت کا مفلس وہ ہوگا جو قیامت کے روز جب آئے گا تو بڑی نیکیاں اور عبادات کے ساتھ آئے گا مگر حقوق العباد کی کوتاہی کے ساتھ، کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کو مارا پیٹا ہوگا، کسی کی چوری کی ہوگی، کسی کا مال ہڑپ کیا ہوگا۔ یہ بندہ اللہ کے سامنے پیش ہوگا تو لوگ اپنا حق مانگنا شروع کریں گے۔ اُس دن اعمال کے سوا کوئی کرنسی نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کی نیکیاں ان لوگوں میں بانٹ دو، یوں ساری عبادات، ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی، پھر کچھ لوگ کھڑے ہوں گے اور کہیں گے، ’’اللہ ہمارا حق دلوایئے‘‘۔ اب اللہ فرمائے گا کہ ان لوگوں کے گناہ اس شخص کے نامہ اعمال میں ڈالو۔ یوں اُس کو اُٹھا کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

ہمارے ہاں بعض حلقوں میں یہ غلط تصور بھی پایا جاتا ہے کہ حقوق اللہ تو اللہ معاف کر ہی دے گا، اس لیے حقوق العباد پر توجہ دی جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ حقوق العباد بھی تو اللہ نے ہی بتائے ہیں یوں حقوق العباد بھی دراصل حقوق اللہ ہی ہیں جن سے فرار ممکن نہیں ہے۔

اسلام تو مسلمانوں کو لیڈرشپ دینا چاہتا ہے تو یہی تصورِ عبادت ہے جو نماز میں بھی ہے، زکوٰۃ میں بھی ہے، روزہ میں بھی ہے، حج میں بھی ہے، جو ماں باپ کے بارے میں بھی ہے۔ کل آپ لوگوں کی شادیاں ہوں گی تو شریکِ حیات کے بارے میں بھی ہے، اولاد ہوگی تو اولاد کے بارے میں بھی ہے، پڑوسی کے بارے میں بھی ہے، رشتہ داروں کے بارے میں بھی ہے، اپنے کلاس فیلوز کے بارے میں بھی ہے، کولیگز کے بارے میں بھی ہے، پھر وہ عدالت کے لیے بھی ہے، ریاست کے لیے بھی ہے، سیاست کے لیے بھی ہے، معیشت کے لیے بھی ہے۔

علم معاشیات میں پڑھایا جاتا ہے کہ انسان کی خواہشات لامحدود ہیں اور وسائل محدود ہیں جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ میری رحمت (وسائل) لامحدود اور اُس کے مقابلے میں تمام مخلوقات کی خواہشات بہت محدود ہیں۔

ہم لوگ بہت سی چیزوں کو وہ اہمیت نہیں دیتے جس کی وہ حقدار ہوتی ہیں اور اردو میں کہتے ہیں مالِ مفت دلِ بے رحم۔ ایک شخص ملا جس کی ایک آنکھ دوسری کی نسبت بڑی تھی، معلوم ہوا کہ آپریشن کرایا ہے کہ پلک نہیں جھپکی جاتی تھی جس پر لاکھوں خرچ ہو گئے۔ ہم دن میں ہزاروں مرتبہ پلک جھپکاتے ہیں اور ہمارا ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوتا۔ یہ اللہ کی رحمت نہیں ہے کیا ہے۔ یہ ایک معمولی سی مثال ہے، ایسی ہزاروں نہیں لاکھوں مثالیں ہیں۔ ایک انسان کی سب سے بڑی ضرورت اور خواہش ہدایت ہونی چاہیے۔ فرعون، نمرود، شداد، ابولہب وغیرہ کے پاس دنیا کی ہر نعمت موجود تھی سوائے ہدایت کے جس کی وجہ سے ان کا شمار ناکام اور نامراد لوگوں میں ہوتا ہے۔ ہم ہر نماز کی ہر رکعت میں دعا مانگتے ہیں ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ جس کی یہ دعا قبول ہو جاتی ہے وہ بامقصد زندگی جینے لگتا ہے۔

کچھ عرصہ پہلے میں نے خودکشی کرنے والوں کے حوالے سے اعداد وشمار دیکھے تو معلوم ہوا کہ خودکشی کرنے والے غریب یا مفلس لوگ ہی نہیں ہوتے بلکہ اربوں ڈالرز کے مالکوں نے بھی خودکشی کی ہے۔ درحقیقت یہ لوگ اتنے غریب تھے کہ انہیں زندگی کا مقصد معلوم نہیں تھا۔ ہمارے ہاں صورتحال کچھ یوں ہے کہ ماں باپ اپنا پیٹ کاٹ کر بچوں کی بھاری فیسیں بھر رہے ہوتے ہیں، تو ایک صاحب سے پوچھا، کیا سوچا فیملی کے لیے؟ کہا بھائی! سورۃ الفجر میں اللہ فرماتا ہے: ﴿ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾﴾ (الفجر) ''اب لوٹ جاؤ اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تم اس سے راضی، وہ تم سے راضی۔ تو داخل ہو جاؤ میرے (نیک) بندوں میں۔ اور داخل ہو جاؤ میری جنت میں!''

دیکھیں غور کرنے کا زاویہ ہوتا ہے، ایک باپ کہہ رہا ہے کہ میں نے اپنے بچوں اور اپنی فیملی کے بارے میں سوچا ہے کہ اللہ میرے اور میری فیملی کے لیے یہ اعلان کر دے کہ تو میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا یہ اتنی بڑی موٹیویشن ہے کہ بندہ مرتے دم تک اسی دھن میں لگا رہتا ہے۔ بھلا ایسے بندے کو بھی کبھی خودکشی کا خیال آئے گا؟

مقصد زندگی بندے کو ہمیشہ موٹیویٹڈ رکھتا ہے۔ آپ لوگ ایسے گھرانوں سے ہیں جن کو بڑی سہولتیں حاصل ہیں لیکن اُن لوگوں کے بارے میں بھی سوچیں کہ جن کے بچے یا بچیاں بھی سگنل پر کھڑے ہو کر بھیک مانگتے ہیں اور آپ ہم اپنی گاڑی کے شیشوں سے دیکھتے ہیں۔ دین اُن کے لیے بھی ہے۔ اُن کی موٹیویشن کے لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اُمت کے امیر لوگ بھی جنت میں جائیں گے لیکن جو غریب ہوں گے وہ امیروں سے 500 سال پہلے جنت میں چلے جائیں گے۔ گویا امیروں کو پانچ سو سال زائد لگیں گے حساب کتاب دینے میں۔

آج دنیا کے حالات کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ فی کس آمدن سب سے زیادہ سکینڈینیویا کے ممالک میں ہے اور خودکشیوں کی شرح بھی زیادہ انہی ممالک میں ہے۔ ہم بھی کوئی دودھ کے دھلے نہیں ہیں، ہمارے بھی بڑے مسئلے ہیں مگر میں کہہ رہا ہوں کہ جہاں اتنی خوشحالی ہے تو وہاں اتنی زیادہ خودکشی ہے۔ سی آئی اے کی ایک رپورٹ کے مطابق دنیا کی 30 فیصد آبادی اُن ممالک میں رہتی ہے جہاں 70 فیصد جرائم ہوتے ہیں اور جہاں 70 فیصد آبادی رہتی ہے وہاں 30 فیصد جرائم ہوتے ہیں۔

ہمیں پہلی وحی میں پیغام دیا گیا: ''پڑھو اپنے رب کے نام سے'' ہم نے ''اقرا'' پر تو عمل کیا ہے، یونیورسٹیز کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے، کالجز میں اضافہ ہوا ہے، مگر کریکٹر بلڈنگ پر عمل نہ ہونے کے برابر ہے۔ دنیا کے دس بڑے فراڈ اُٹھا کر دیکھ لیں یا پاکستان کے دس بڑے فراڈ اُٹھا کر دیکھ لیں وہ انتہائی پڑھے لکھے اور نام نہاد مہذب قسم کے لوگوں نے کئے ہوں گے۔ اُن میں کوئی ایک بھی جاہل نہیں ہوگا۔ یہاں جس چیز کی کمی ہے اُسے ''ہدایت'' کہا جاتا ہے۔ ہدایت کا منبع قرآن ہے، یہاں اہم بات یہ ہے کہ ہم میں سے اکثر لوگوں نے قرآن وسنت سے ہدایت لینا چھوڑ دی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہماری آبادی کا 99 فیصد حصہ ایسا ہے جس نے آج تک قران کو اپنی زبان میں زندگی میں ایک مرتبہ بھی ترجمے کے ساتھ مکمل نہیں پڑھا جبکہ بطور مسلمان ہمارا یہ ایمان ہے کہ دنیا کی سب سے بہترین کتاب قرآن مجید ہے جس میں ہمارے لیے ہدایت ہے۔

آج ہمیں سوشل میڈیا پر کوئی میسج کسی ایسی زبان میں آ جائے جو ہمیں نہیں آتی تو ہم فوری طور پر گوگل پر جا کر اُس کا ترجمہ کر کے اُسے سمجھتے ہیں اور پھر اُس کا جواب بھی دیتے ہیں مگر قرآن میں موجود اللہ کے پیغام کو سمجھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے۔ جتنے نئے مسلمان ہیں اُن میں سے 95 فیصد سے بھی زیادہ قرآن کو پڑھ کر اسلام کی طرف آ رہے ہیں۔ ہم لوگ جو پیدائشی مسلمان ہیں قدر نہیں کر رہے کہ مال مفت ہے۔ ایک نومسلم کسی پیدائشی مسلمان کے آگے رو رہا تھا کہ آپ لوگ بہت خوش قسمت ہو کہ آپ لوگ اپنے بزرگوں کے لیے دعا کر سکتے ہو مگر ہم اپنے بزرگوں کے لیے دعا نہیں کر سکتے کیونکہ وہ تو کفر کی حالت میں مر گئے۔ قرآن تقدیریں اور زندگیاں بدلنے والا ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ہمیں دیا ہے۔ قرآن سے رہنمائی لی جائے تو ہماری زندگی بھی بامقصد ہو جائے گی اور آخرت بھی۔ جس کسی کو ہدایت مل جاتی ہے اُس کی زندگی بامعنی ہو جاتی ہے۔

تقریب کے آخر میں یونیورسٹی کے ریکٹر پروفیسر محمد اشرف نے مہمان مقرر کو پھول اور سوینئرز پیش کئے اور مہمان خصوصی نے تقریب کے آرگنائزرز کو شیلڈز تقسیم کیں۔

❁❁❁

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی وسطی کے ناظم توسیعِ دعوت جناب انجینئر محمد عثمان علی کی والدہ محترمہ بیمار ہیں۔

برائے بیمار پرسی: 0321-2131193

اللہ تعالیٰ تمام بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی بیماروں کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا

معاشرت پر مغربی حملوں کو روکنے اور آئندہ نسلوں کو تباہی سے بچانے کا واحد راستہ اسلامی طرزِ زندگی کا نفاذ ہے: ڈاکٹر عارف رشید

بے حیائی اور فحاشی کے طوفان کو روکنے کا واحد حل یہ ہے کہ نکاح کو آسان بنایا جائے اور اس تحریک میں تمام طبقات بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، نیز منبر و محراب سے اس موضوع پر ذہن سازی ہو: خورشید انجم

”اسلامی معاشرت میں نکاح کی اہمیت“

پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کے ادوار میں شادی بیاہ کی رسومات کیسے ادا کی جاتی تھیں۔ اسوہ رسول ﷺ سے اس حوالے سے ہمیں کیا رہنمائی ملتی ہے؟

ڈاکٹر عارف رشید: ابتدائے آفرینش میں اللہ تعالیٰ نے جو پہلا جوڑا آدم و حوا کی صورت میں تخلیق کیا ہے ان کے بیٹے بھی ہوئے، بیٹیاں بھی ہوئیں اور پھر نسل انسانی کے تسلسل کے لیے مناکحت کا رشتہ قائم ہوا۔ بعد میں محرمات کا معاملہ طے ہوگیا کہ کس سے نکاح کیا جا سکتا ہے اور کس سے نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت میں پہلے سے یہ چیز طے تھی اور جتنے بھی آسمانی مذاہب ہیں ان میں اس مقدس رشتے کو ہمیشہ قائم رکھا گیا۔ رسومات میں تھوڑا فرق ہوسکتا ہے جیسا کہ یہودیوں میں ایجاب وقبول کا اپنا طریقہ ہے، عیسائیوں میں اپنا ہے، مسلمانوں میں اپنا ہے لیکن آسمانی مذاہب میں نکاح ضروری ہے۔ حضور ﷺ کے دور میں مسجد میں نکاح ہوتا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

((أَعْلِنُوا هَذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوهُ فِي الْمَسَاجِدِ))

”نکاح کا اعلانِ عام کیا کرو اور اسے مسجدوں میں منعقد کرو۔“ (ترمذی)

خلفائے راشدین کے دور میں بھی مساجد میں نکاح ہوتا رہا۔ لیکن بعدازاں لوگوں نے رفتہ رفتہ اس بابرکت روایت کو ترک کردیا۔ اگرچہ شرعی لحاظ سے گھروں میں بھی نکاح ہوسکتا ہے لیکن احسن طریقہ یہی ہے کہ مسجد میں نکاح ہو۔ عیسائیوں کے ہاں تو اب بھی چرچ میں نکاح ہوتا ہے گویا انہوں نے اپنی عبادت گاہ کے اس رتبے کو برقرار رکھا ہے۔ اس مقدس فریضے کے لیے مرد اور عورت دونوں چرچ میں حاضر ہوتے ہیں اور وہاں ایجاب وقبول کا معاملہ ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حدیث ہمارے لیے یقیناً رہنمائی رکھتی ہے کہ نکاح مسجد میں ہو کیونکہ مسجد ایک مقدس اور پاکیزہ مقام ہے جہاں سب جمع ہو کر نماز ادا کرتے ہیں، دعا کرتے ہیں، نکاح کی صورت میں ایک نیا جوڑا اپنی نئی زندگی کا آغاز کرتا ہے ان کے لیے دعائے خیر و برکت کے اعتبار سے مسجد ایک پاکیزہ اور بہترین مقام ہے کیونکہ دعا کے لیے بہتر ہے کہ سنجیدہ اور پاک ماحول ہو اور لوگوں کے دل بھی اپنے رب کی طرف مائل ہوں۔ نکاح کے خطبہ میں بھی قرآن کی جن چار آیات کی تلاوت کی جاتی ہے ان

مرتب: محمد رفیق چودھری

میں تقویٰ اختیار کرنے کی خصوصی تاکید ہے۔ اس لحاظ سے مسجد میں نکاح کی خصوصی اہمیت ہے۔ نکاح کے بعد سادگی کے ساتھ رخصتی ہو اور دوسرے دن لڑکے والے ولیمہ کر لیں جس میں ایک وقت کا کھانا ہو۔ نکاح کے حوالے سے جتنی بھی احادیث ہیں اُن میں کسی جگہ بھی بارات یا لمبی چوڑی رسومات اور تقریبات کا ذکر نہیں ہے۔ ولیمے کا ذکر ضرور موجود ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

((اِذَادُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلَی الْوَلِیْمَةِ فَلْیَاْتِھَا))

”اگر تمہیں ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اسے قبول کیا کرو۔“

ولیمے کی تقریب لڑکے والوں کے ذمہ لگائی گئی کیونکہ ان کے لیے ایک خوشی کا موقع ہوتا ہے جبکہ لڑکی والوں کے گھر چونکہ ایک اداسی کا ماحول ہوتا ہے کہ ماں باپ اپنی لختِ جگر کو خود سے جدا کر رہے ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم

سوال: ہمارے ہاں آج کل شادی کے موقع پر جو رسومات ادا کی جاتی ہیں ان کا آغاز عام طور منگنی سے ہوتا ہے، پھر مایوں، تیل، مہندی، بارات، پھر مکلاوہ، قوالی نائٹ اور پتہ نہیں کیا کیا رسومات گھڑ لی گئی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان میں سے زیادہ تر رسومات ہندوانہ ہیں۔ حالانکہ پاکستان دوقومی نظریہ کی بنیاد پر بنا اور یہ نظریہ یہی تھا کہ ہندو اور مسلمان دو علیحدہ قومیں ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ پاکستان بننے کے 77 سال بعد بھی ہم ان ہندوانہ رسومات سے پیچھا چھڑا کر اسلام کے بابرکت اور حکمتوں والے کلچر کو نہیں اپنا سکے؟

خورشید انجم: پاکستان کو حاصل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ہمارا مذہب، ہمارا کلچر، ہماری تہذیب، ہر چیز ہندوؤں سے جدا ہے لہٰذا ہمیں اپنے مذہب اور اپنے اسلامی تمدن کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے علیحدہ وطن چاہیے۔ قائداعظم کی کم وبیش 142 تقاریر اس حوالے سے موجود ہیں اور علامہ اقبال کے کلام کا مرکزی خیال بھی یہی تھا۔ لیکن بجائے اس کے کہ ہم اسلام کی جانب پیش رفت کرتے اُلٹی جانب سفر شروع کر دیا۔ لہٰذا ہندوؤں کے ساتھ ہمارا جو پرانا کلچر تھا وہ نہ صرف قائم رہا بلکہ ہم نے اپنی طرف سے بھی بعض رسومات کا اضافہ کرلیا۔ شادی سے پہلے بھی کئی رسومات گھڑ لیں جیسا کہ چھوٹی منگنی، بڑی منگنی اور پھر ایک اور قسم کی منگنی جو دبئی میں جا کر منعقد کی جاتی ہے۔ پھر شادی سے پہلے اگر درمیان میں عید آگئی تو لڑکی والے لاکھوں روپے کا بکرا خرید کر لڑکے والوں کو بھیجتے ہیں، چھوٹی عید پر عید کے ٹوکرے کی رسم گھڑ لی گئی۔ یعنی شادی سے پہلے ہی کروڑوں روپے ان فضول رسومات پر خرچ کیے جاتے ہیں۔ پھر شادی کے موقع پر بھی طرح طرح کی فضول رسومات، مہندی، تیل، مایوں وغیرہ وغیرہ اور کئی کئی دن تک یہ رسومات چلتی ہیں۔ بعض اوقات ان کا آغاز ختم قرآن سے ہوتا ہے جبکہ آخر میں لڑکی کو

قرآن کے نیچے سے گزار دیا جاتا ہے اور اس درمیان غیر اسلامی اور غیر شرعی رسومات پر کروڑوں روپے خرچ کیے جاتے ہیں۔ بعض اوقات اسلام سے بغاوت اور سرکشی والے ان کاموں کا نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے جیسا کہ کچھ عرصہ پہلے ایک شادی پر کروڑوں روپے خرچ کیے گئے اور تقریباً 20 دن تک رسومات چلتی رہیں اور کچھ عرصہ بعد طلاق ہو گئی۔ انڈین فلموں اور ڈراموں نے بھی ہمارے کلچر کو بُری طرح متاثر کیا ہے۔ اسلام میں ناچ گانا حرام ہے مگر کیا مجال ہے کہ ہمارے ہاں شادیوں میں اس پر کوئی شرم محسوس کی جاتی ہو۔ مخلوط ماحول میں مرد اور بے پردہ خواتین اپنی بے حمیتی کا مظاہرہ کر رہے ہوتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جن کے پاس پیسہ ہے وہ اس دکھاوے اور فضول رسومات پر کھلا خرچ کرتے ہیں اور جن کے پاس پیسہ نہیں ہے، ان کی بیٹیوں کے بال سفید ہو جاتے ہیں لیکن ہاتھ پیلے نہیں ہو پاتے۔ باپ خودکشیاں کر لیتے ہیں، قرض پر قرض چڑھ جاتا ہے، زندگیاں اجیرن ہو جاتی ہیں۔ نکاح کی مقدس اور پاکیزہ رسم کو آج مشکل تر بنا دیا گیا ہے اور معاشرے میں جو بے حیائی اور فحاشی پھیل رہی ہے اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے۔ اس عذاب سے نکلنے کا واحد حل یہی ہے کہ اسلامی طریقے سے نکاح، رخصتی اور ولیمہ کیا جائے۔

سوال: پاکستان میں خلع اور طلاق کی شرح خوفناک حد تک بڑھ چکی ہے، صرف کراچی میں روزانہ 30 سے زائد طلاق اور خلع کے کیس فائل ہو رہے ہیں، پچھلے چار سال میں یہ تعداد دُگنی ہو چکی ہے۔ اس کے پیچھے کیا عوامل ہیں؟

ڈاکٹر عارف رشید: اس کی ایک بڑی وجہ ہمارے ہاں پھیلتی ہوئی بے حیائی اور مخلوط ماحول ہے۔ جہاں مرد و خواتین مخلوط ماحول میں کام کرتے ہیں وہاں اس طرح کے مسائل بڑھتے ہیں۔ زیادہ تر غیر محرم سے آشنائی کے نتیجہ میں جو شادیاں ہوتی ہیں وہ غیر مستحکم اور متزلزل ہوتی ہیں اور جلد ہی ٹوٹ جاتی ہیں کیونکہ اکثر جذبات کی رو میں بہہ کر فیصلے کیے جاتے ہیں اور بعد میں میاں بیوی میں موافقت نہیں ہو پاتی اور نتیجہ طلاق یا خلع کی صورت میں نکلتا ہے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لڑکیاں آج کل تعلیم میں لڑکوں سے آگے نکل گئی ہیں۔ جب میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں پڑھتا تھا تو کلاس میں 180 لڑکے اور 20 لڑکیاں تھیں، آج 200 لڑکیاں ہیں اور 70 لڑکے ہیں۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ لڑکی امیر گھرانے کی ہے اور لڑکا بے شک اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے لیکن متوسط گھرانے کا ہے تب بھی دونوں کا مزاج نہیں مل پاتا اور لڑکی کو اس معیار کی زندگی نہیں مل پاتی جس کے خواب سجائے ہوتے ہیں لہٰذا نتیجہ طلاق کی صورت میں نکلتا ہے۔ پھر یہ کہ بیٹی کو ڈاکٹر بننا ہے، گورنمنٹ کالج میں داخلہ نہیں ملتا اور پرائیویٹ میڈیکل کالج میں پانچ سال کی فیس ڈیڑھ کروڑ روپے بنتی ہے۔ باپ کا تو دیوالیہ نکل گیا۔ اب بیٹی ڈاکٹر بن گئی مگر مطلوبہ معیار کا رشتہ نہیں مل رہا۔ عمر گزرتی جارہی ہے پھر جلدی میں شادی ہوگئی، لڑکا معیار کا نہیں نکلا تو نوبت طلاق یا خلع تک پہنچ گئی۔ پھر یہ کہ میڈیا، فلموں اور ڈراموں کے ذریعے جو ذہن سازی کی جارہی ہے، اس کا اثر بھی ہے کہ تحمل مزاجی، حیا اور برداشت کا مادہ ختم ہو چکا ہے۔ بہرحال آخرت کو بھول کر صرف دنیوی نمود و نمائش اگر مقصود ہو تو پھر اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے۔

اسلام میں ناچ گانا حرام ہے مگر کیا مجال ہے کہ ہمارے ہاں شادیوں میں اس پر کوئی شرم محسوس کی جاتی ہو۔ مخلوط ماحول میں مرد اور بے پردہ خواتین اپنی بے حمیتی کا مظاہرہ کر رہے ہوتے ہیں۔

سوال: ہم اگر طلاق کی شرح کا جائزہ لیں تو اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ملازمت پیشہ مرد و خواتین میں یہ شرح زیادہ ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے، کیا نظام تعلیم میں کوئی نقص ہے کہ یہ نسلِ نو کو تحمل، بردباری اور برداشت سکھانے میں ناکام ہے یا کوئی اور وجہ ہے؟

خورشید انجم: ایک زمانہ تھا جب طلاق کو بہت ہی ناپسندیدہ سمجھا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا نام لینا کوئی گوارا نہیں کرتا تھا۔ حدیث میں بھی الفاظ ہیں کہ حلال چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ لیکن بدقسمتی سے آج یہ ایک کھیل بن گیا ہے۔ یہاں تک کہ میڈیا اور سوشل میڈیا کے ذریعے طلاق کو محبوب چیز کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ پچھلے پانچ سال میں طلاق کی شرح میں تقریباً 35 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ جو شادیاں ماں باپ کی مرضی سے ہوتی ہیں ان میں طلاق کی شرح صرف 4 فیصد ہے جبکہ ''لو میرج'' کرنے والوں میں طلاق کی شرح 55 فیصد ہے۔ بنیادی عوامل میں تعلیم کا عنصر بھی شامل ہے۔ خاص طور پر مخلوط نظام تعلیم نے ہماری نسلوں کے مزاج بُری طرح بگاڑ دیئے ہیں۔ ایک بڑی وجہ سمارٹ فون بھی ہے۔ پہلے تو مہینوں بعد جا کر والدین سے ملاقات ہوتی تھی اور ٹیلی فون بھی ہر گھر میں نہیں تھا لیکن اب پل پل کی رپورٹ ماؤں اور بہنوں تک پہنچتی ہیں، اِدھر سے مشورے آرہے ہیں، اُدھر سے آرہے ہیں۔ پھر والدین میں بھی تحمل اور برداشت کا مادہ ختم ہو رہا ہے۔ پہلے بیٹی کو رخصت کرتے ہوئے کہا جاتا تھا کہ بیٹی اب تمہارا جنازہ ہی اس گھر سے نکلے، اس کے نتیجہ میں بیٹی برداشت کرتی تھی۔ اب والدین کہتے ہیں ایسا نہ سمجھنا پیچھے کوئی نہیں ہے، اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے۔ اسی طرح پہلے معاش کی ذمہ داری مرد کے کندھوں پر ہوتی تھی جو کہ ہمارے دین کی بھی تعلیم ہے اور بیوی گھر کا نظام سنبھالتی تھی تو گھر کا ماحول فطری ہوتا تھا۔ اب جو خواتین خود جاب کرتی ہیں، وہ شوہر کا حکم ماننے کو بھی عار سمجھتی ہیں اور اس وجہ سے بھی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ ایک اور بڑی وجہ مغربی نظام اور قوانین ہیں جو ہمارے ہاں بھی رائج ہیں۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ لڑکے اور لڑکی دونوں کے خاندان کے بزرگ بیٹھ کر صلح صفائی کروا دیتے تھے اور اکثر طلاق تک نوبت ہی نہیں پہنچتی تھی۔ آج اس مغربی نظام میں اکثر فیملی کورٹس میں خواتین جج ہوتی ہیں اور وہ کیس سنتے ہی فوراً فیصلہ دے دیتی ہیں۔ ان سب مسائل کا حل دین پر عمل پیرا ہونا ہے۔ ہمارے دین نے معاش کی ذمہ داری مرد کے کندھوں پر ڈالی ہے اور اسے قوام بنایا ہے۔ عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ گھر کا نظام سنبھالے اور اولاد کی اچھی تربیت کرے۔ اچھی قوم بنانا اچھی ماؤں پر منحصر ہوتا ہے، اسلام اس پر سمجھوتہ نہیں کرتا لہٰذا مرد اور عورت کی جو فطری ذمہ داریاں ہیں ان کو چھوڑ کر اگر فطرت سے سرکشی والی زندگی گزاری جائے گی تو نتیجہ بھی خرابی کی صورت میں ہی نکلے گا۔

سوال: کیا اسلام میں شادی کے موقع پر بیٹی کو جہیز دینا ممنوع ہے اور اگر یہ ممنوع ہے تو نبی کریم ﷺ کی طرف سے حضرت فاطمہ ؓ کو ملنے والا جہیز کیوں دیا گیا؟

ڈاکٹر عارف رشید: جو شخص بھی نکاح کرتا ہے تو اس کی زوجہ کی کفالت اس کے ذمے ہوتی ہے۔ اپنی زوجہ کو اپنی استطاعت کے مطابق گھر اور گھر کا سارا سامان فراہم کرنا مرد کی ذمہ داری ہے۔ بجائے اس کے آج جو سوچ بنا لی گئی ہے کہ گھر کا سارا سامان بھی لڑکی جہیز میں لے کر آئے تو یہ بالکل غلط تصور ہے اور سراسر ظلم اور ناانصافی ہے۔ اب تو یہ بے حمیتی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ سامان کی پوری فہرست لڑکی والوں کو دی جاتی ہے کہ یہ سارا سامان دیا جائے گا تو نکاح ہوگا۔ اس میں گاڑیاں بھی ہوتی ہیں، کیش بھی ہوتا ہے، حتیٰ کہ بعض اوقات نئے گھر کی ڈیمانڈ بھی کی جاتی ہے۔ یہ انتہائی ظلم اور غیر اسلامی طرزِ عمل ہے کہ لڑکی والے اپنی لخت جگر کو بھی جدا کر رہے ہیں اور کروڑوں روپے مالیت کا سامان بھی دینے پر مجبور ہیں۔ اس وجہ سے نکاح کا مقدس بندھن آج انتہائی مشکل بنا دیا گیا ہے۔ حالانکہ اسلام

میں ایسے مطالبات قطعاً جائز نہیں ہیں۔ البتہ اگر والدین اپنی مرضی سے کچھ دینا چاہیں تو منع نہیں ہے مگر جہیز کو رواج بنا کر بڑھا چڑھا کر لینا قطعاً ناجائز ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ ؓ کو صرف ضرورت کی چند اشیاء دی تھیں اور ان کی حقیقت بھی یہ تھی کہ وہ جہیز کا سامان نہیں تھا بلکہ حضرت علی ؓ کی ملکیت میں چند چیزیں تھیں جن کو فروخت کر کے ضرورت کی کچھ اشیاء حضرت فاطمہ ؓ کو دی تھیں۔ لیکن آج اس کو جہیز قرار دے کر اس کی آڑ میں لڑکی والوں سے کروڑوں روپے مالیت کے سامان کا مطالبہ کیا جاتا ہے جو کہ غلط ہے۔ والدین اگر بیٹی کو کچھ دے سکتے ہیں تو سب سے بہتر چیز دینی تعلیم اور تربیت ہے تاکہ وہ اپنی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق گزارے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس حوالے سے جو تحریک چلائی تھی اس کا بنیادی نکتہ یہ تھا کہ نکاح مسجد میں ہو، بارات نہیں ہونی چاہیے اور جہیز کا بھی کوئی مطالبہ نہیں ہونا چاہیے۔ ہندوؤں میں بیٹی کو وارثت میں حصہ نہیں دیا جاتا اس لیے وہ رخصتی کے وقت اُس کو کچھ سامان دیتے ہیں اور اس سامان کو باحفاظت لڑکے والوں کے گھر پہنچانے کے لیے جتھے کی صورت میں بارات نکلتی تھی۔ لہٰذا جہیز اور بارات کا تصور ہندوانہ ہے جبکہ اسلام میں ایسا کوئی تصور نہیں ہے۔

سوال: اسلام نے بیٹیوں کو جائیداد میں حصہ دار بنایا ہے لیکن ہمارے ہاں اگر کوئی بیٹی اس حصے کا مطالبہ کرے تو اس کو کورٹ کچہریوں میں ہی جا کر ملتا ہے، صلح صفائی سے اس کو اس کا حصہ نہیں دیا جاتا۔ آپ یہ فرمائیں کہ کیا جہیز اس حصے کا نعم البدل بن سکتا ہے؟ اگر ہاں تو کیسے، اگر نہیں تو کیوں؟

خورشید انجم: جہیز وراثت کا نعم البدل نہیں ہوسکتا۔ وراثت شریعت کے مطابق تقسیم ہوتی ہے اور ہر ایک کو اس کا حصہ دیا جانا لازمی ہے۔ یہ شرعی حکم ہے۔ لیکن ہم بیٹی کو رخصت کرتے وقت دکھاوے اور رسم کے طور پر یا ناک کٹنے کے ڈر سے یا گفٹ کے طور پر جہیز دے دیتے ہیں اور جب بیٹی وارثت میں حصے کا مطالبہ کرتی ہے تو اسے کورٹ کچہریوں کے چکر لگواتے ہیں۔ بلکہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ افسوس کے ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ انگریزوں کے دور میں ایسے مقدمات میں باقاعدہ مسلمانوں سے پوچھا جاتا تھا کہ فیصلہ رواج کے مطابق کیا جائے یا شریعت کے مطابق۔ ہمارے اکثر مسلمان کہتے تھے کہ ہمیں شریعت نہیں چاہیے۔ لہٰذا رواج کے مطابق فیصلہ ہوتا تھا اور بیٹیوں کو وراثت میں حق سے محروم کر دیا جاتا تھا۔ حالانکہ بیٹیوں کو ان کا شرعی حق بغیر مطالبے اور کورٹ کچہری کے دینا لازم ہے۔ اس پر دینی حلقوں کو بھی آواز اُٹھانی چاہیے۔

سوال: مغرب کی دیکھا دیکھی ہمارے ہاں بھی ایک طبقہ نکاح جیسے پاکیزہ اور مقدس بندھن سے انکاری ہے اور مغرب کی طرز پر ہی بغیر نکاح کے اکٹھے رہنے کا کلچر فروغ پا رہا ہے۔ ہمارا میڈیا، فلم اور ڈرامے بھی اس کلچر کو فروغ دے رہے ہیں۔ اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں اس طرح کے غیر اسلامی بلکہ شیطانی کلچر کو کیسے روک لگائی جاسکتی ہے؟

ڈاکٹر عارف رشید: آج سے 20 سال پہلے بغیر نکاح کے اکٹھے رہنے کا تصور بھی نہیں تھا لیکن بدقسمتی سے آج یہ شیطانی کلچر پاکستان میں بھی فروغ پا رہا ہے۔ اصل میں دیکھنا یہ چاہیے کہ اس کے پیچھے شیطانی ایجنڈا کیا ہے؟ قرآن مجید میں باقاعدہ خبردار کیا گیا ہے کہ:

﴿اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ﴾ (البقرہ:268) ''شیطان تمہیں فقر کا اندیشہ دلاتا ہے اور بے حیائی کے کاموں کی ترغیب دیتا ہے۔''

شیطان لعین وہ ہے کہ جس نے اللہ سے یہ کہا تھا میں تیرے بندوں میں سے اکثریت کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا۔ لہٰذا گمراہ کرنے کے لیے شیطان انسانوں کو فقر سے ڈراتا اور فحاشی کا راستہ دکھاتا ہے۔ سب سے پہلے اس نے یہی حربہ آدم وحوا کے خلاف استعمال کیا جس کا ذکر قرآن میں بھی آتا ہے۔ آج یہی دو چیزیں مغربی تہذیب کو لے ڈوبی ہیں۔ ایک طرف وہ نکاح نہیں کرتے کہ کفالت کا بوجھ اُٹھانا پڑے گا، اس کے نتیجہ میں بے حیائی پر مبنی زندگی گزاری جاتی ہے۔ یہاں تک کہ محرم اور نامحرم کا فرق بھی ختم ہوگیا۔ نعوذ باللہ۔ اس سے شیطان کا مقصد پورا ہو رہا ہے کہ اس نے انسان کو شرفِ انسانیت سے گرا کر جانوروں سے بھی بدتر زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اپنی تہذیب اور نسلوں کو اس بڑے فتنہ سے بچانے کے لیے واحد حل یہی ہے کہ اللہ کے دین کی طرف پلٹا جائے اور اسلامی طرز زندگی کو فروغ دیا جائے۔ دینی طبقہ اور میڈیا بھی اس میں اپنا کردار ادا کریں۔

سوال: ہمیں اپنے معاشرے کو ہندوانہ کلچر اور مغربی تہذیب کے بُرے اثرات سے بچانے کے لیے اور اپنی نسلوں کو اسلامی طرز زندگی کی طرف لانے کے لیے فوری طور پر کیا اقدامات کرنے چاہئیں؟

خورشید انجم: اس حوالے سے ہر شعبے اور ہر مکتبہ فکر کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ ہمارا سیاسی اور معاشی نظام پوری طرح مغرب کے شکنجے میں ہے۔ البتہ ہمارا معاشرتی نظام کسی درجے میں مغربی حملوں سے محفوظ تھا مگر اب مغرب کے معاشرتی حملے بھی ہم پر بڑھ رہے ہیں، ہمارے خاندانی نظام کو توڑنے کی پوری کوشش کی جارہی ہے، نکاح جیسے مقدس بندھن کو کمزور کیا جارہا ہے۔ حالانکہ نکاح ہی نسلِ انسانی اور خاندانی نظام کی بقاء کا ضامن ہے۔ اس مسئلے کا پہلا حل یہ ہے کہ نکاح کو آسان بنایا جائے۔ اس حوالے سے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے جو تحریک چلائی تھی اس کو مزید آگے بڑھایا جائے اور اس کے ذریعے لوگوں تک یہ پیغام پہنچایا جائے کہ نکاح مسجد میں ہو، فضول رسومات کا خاتمہ ہو، لڑکی والوں پر کوئی بوجھ نہ ڈالا جائے، سادگی کے ساتھ رخصتی ہو اور لڑکے والوں پر بھی ولیمہ کے سوا کوئی بوجھ نہ ڈالا جائے۔ ظاہر ہے آج مہنگائی اور بے روزگاری کے دور میں اگر شادی پر کروڑوں روپے کا خرچہ آئے گا تو شادی کرنا مشکل ہو جائے گا اور اس کے نتیجے میں زنا، بے حیائی اور فحاشی عام ہو جائے گی۔ ہمارے منبر ومحراب سے بھی نکاح کو آسان بنانے کی اس تحریک کو زور وشور سے چلایا جائے۔ جمعہ کے اجتماعات میں لاکھوں لوگ شریک ہوتے ہیں لہٰذا خطبات جمعہ میں اس موضوع کو اکثر بیان کیا جائے۔ اسی طرح حکومت کو بھی چاہیے کہ وہ جہیز اور دیگر خرافات پر پابندی عائد کرے، ون ڈش کے قانون کا اطلاق ہو، شادی ہال 10 بجے کے بعد بند ہو جائیں۔

ڈاکٹر عارف رشید: اصل میں اسلام کا مزاج تو یہی ہے کہ نکاح کو آسان سے آسان تر بنایا جائے۔ جیسے ہی لڑکا، لڑکی بالغ ہوں ان کی شادی کر دی جائے۔ احادیث میں باقاعدہ خبردار کیا گیا ہے کہ اگر والدین یہ کام نہیں کرتے اور اولاد کسی گناہ میں مبتلا ہوتی ہے تو اس کا وبال والدین پر بھی آئے گا۔ لہٰذا اس معاملے کو ہلکا نہیں لیا جانا چاہیے۔ ہمارے ہاں یہ غلط تصور بن گیا ہے کہ لڑکا لڑکی جب تک اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے خود اپنے پیروں پر کھڑے نہ ہو جائیں تب تک شادی نہیں کرنی۔ یہ بالکل غیر شرعی رواج ہے۔ ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہمارے معاشرتی نظام پر مغربیت کے حملوں اور نسلوں کی تباہی سے بچنے کا واحد راستہ اسلامی طرز زندگی کو اپنانا اور نافذ کرنا ہے۔ ۞

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ ڈاکٹر عارف رشید: صدر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

2۔ خورشید انجم: ناظم مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت تنظیم اسلامی پاکستان

میزبان: وسیم احمد: مرکزی نائب ناظم شعبہ نشر واشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

امیر تنظیم اسلامی کا سالانہ دعوتی دورۂ حلقہ پنجاب جنوبی

امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ حلقہ پنجاب جنوبی کے سالانہ دورہ پر بروز جمعہ بعد نماز مغرب قرآن اکیڈمی ملتان پہنچے۔ ان کے آمد سے قبل جناب محمد ناصر بھٹی صاحب نائب ناظم اعلیٰ وسطی زون بھی ملتان پہنچ چکے تھے۔ امیر محترم کے ہمراہ ناظم اعلیٰ جناب سید عطاء الرحمان عارف اور جناب عمران چشتی بھی تشریف لائے۔ بعد نماز عشاء امیر محترم کی ناظمین ومعاونین سالانہ اجتماع کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ تمام ناظمین نے اپنا اور اپنے معاونین کا تعارف پیش کیا۔ ناظمین نے اپنے اپنے شعبہ سے متعلق مسائل اور تجاویز بھی بیان کیں۔ رات 9:30 بجے امیر محترم نے تمام شرکاء کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔

بروز ہفتہ بعد نماز فجر امیر محترم کا قرآن اکیڈمی کی مسجد میں ''تنظیم اسلامی کی دعوت'' کے عنوان سے خطاب عام ہوا۔ ماشاء اللہ نماز فجر کے وقت بھی بڑی تعداد میں لوگ مسجد میں خطاب سننے کے لیے جمع تھے اور نماز کے بعد بھی لوگوں کی آمد جاری رہی۔ تقریباً 300 مرد وخواتین نے امیر محترم کا خطاب سنا۔ ملتان سے باہر کے رفقاء بھی نماز فجر کے بعد قرآن اکیڈمی پہنچے۔ درس میں امیر محترم نے شرکاء کے سامنے قرآن وحدیث کے دلائل کے ساتھ تنظیم کی بھرپور دعوت رکھی اور انہیں تنظیم میں شامل ہونے کی دعوت بھی پیش کی۔ درس کے دوران امیر محترم نے تنظیمی فکر پر مبنی کتب کا بھی شرکاء کو حوالہ دیا۔ ان کتب کا سٹال بھی لگایا گیا تھا اور حاضرین نے کتب خریدیں اور کچھ افراد نے اپنے رابطہ نمبر بھی نوٹ کروائے تاکہ بعد میں ان سے رابطہ کیا جاسکے۔ ناشتہ کے بعد صبح 8:45 پر بہاولپور کے لیے روانہ ہوئے۔ اس سفر میں جناب محمد ناصر بھٹی اور امیر حلقہ پنجاب جنوبی محترم مرزا قمر رئیس بھی اُن کے ہمسفر رہے۔ بروز ہفتہ امیر تنظیم اسلامی نے اسلامیہ یونیورسٹی اولڈ کیمپس بہاولپور میں دن 11:00 بجے بعنوان ''نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت'' خطاب کیا۔ آپ نے سیرت النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا اور سامعین کو توجہ دلائی کہ ہمیں اپنی زندگیوں کا جائزہ لینا چاہیے۔ کیا ہماری زندگی اور ہمارا اجتماعی نظام سیرت النبی ﷺ کی تعلیمات کے مطابق چل رہا ہے؟ اگر نہیں تو ہمیں اس کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ خطاب کا دورانیہ ڈیڑھ گھنٹہ رہا۔ اس کے بعد جناب شیخ شفیق الرحمن صدر مجلس وڈین اسلامک فیکلٹی نے امیر محترم کا شکریہ ادا کیا۔ تقریباً اڑھائی سو افراد نے پروگرام میں شرکت کی۔ اس کے بعد امیر محترم مرکزی اجتماع گاہ تشریف لے گئے۔ جہاں سالانہ اجتماع کے ناظمین ومعاونین رفقاء بہاولپور سے ملاقات ہوئی۔ جس میں ناظمین نے اپنے شعبہ جات سے متعلق مسائل کو بیان کیا اور تجاویز پیش کیں۔ اس کے بعد دوپہر کا اجتماعی کھانا ہوا۔ اس کے بعد مرکزی ناظم تعمیرات جناب عمران چشتی کے ہمراہ امیر محترم نے نئی تعمیرات جن میں نئے واش رومز اور مطبخ کی نئی تعمیر شامل ہے، کے کام کا جائزہ لیا۔ بعد میں امیر محترم 3:00 بجے سہ پہر بہاولپور سے سکھر کے لیے روانہ ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ان کاوشوں کو شرف قبولیت سے نوازے اور امیر محترم کو اپنی سلامتی میں رکھے۔

(مرتب: شوکت حسین انصاری، معتمد حلقہ پنجاب جنوبی)

امیر تنظیم اسلامی کا دورۂ حلقہ کراچی جنوبی

امیر محترم نے 25 دسمبر 2024ء کو حلقہ کراچی جنوبی کا تنظیمی دورہ کیا۔

حلقہ کراچی جنوبی کے ذمہ داران کے ساتھ نشست:

قرآن اکیڈمی ڈیفنس کے لیکچر ہال میں 25 دسمبر بروز بدھ صبح 08:30 سے 10:30 بجے تک حلقہ کراچی جنوبی کے تمام ذمہ داران کے ساتھ امیر محترم کی نشست ہوئی۔ نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان جناب انجینئر نعمان اختر بھی ہمراہ تھے۔ انہوں نے ابتدائی کلمات میں کہا کہ امیر محترم پاکستان بھر کے کل 21 حلقوں میں سال میں دومرتبہ دورہ فرماتے ہیں: ایک دعوتی اور دوسرا تنظیمی دورہ۔ دعوتی دورہ حلقہ کراچی جنوبی میں مئی 2024ء کو ہو چکا ہے۔ یہ تنظیمی دورہ ہے جس کا اہم ترین مقصد رفقاء سے ملاقات ہے اور باہم تعارف حاصل کرنا ہے۔

بعد ازاں امیر حلقہ کراچی جنوبی جناب ڈاکٹر محمد الیاس نے حلقہ کا تعارف پیش کیا اور حلقہ میں شامل علاقہ جات، رفقاء کی تعداد، امیر حلقہ کے معاونین اور مشیران، مقامی تنظیم کے امراء کا تعارف کروایا۔ بعد ازاں مقامی امراء نے تنظیم میں شامل علاقہ جات، رفقاء کی تعداد، مقامی امیر کے نقباء ومعاونین اور گزشتہ چار ماہ میں شامل ہونے والے نئے رفقاء کی تعداد سے مطلع کیا۔

تعارف کے بعد رفقاء نے تحریراً امیر محترم سے سوالات کیے جو کہ مختلف نوعیت مثلاً حالات حاضرہ، ملک کے بدلتے حالات، فلسطین کی موجودہ صورتحال، اسرائیل نواز کمپنیوں کی مصنوعات کا بائیکاٹ، دینی اور سیاسی جماعتوں کے اکابرین سے ملاقات کا حاصل، ہمارا سیاسی بحران، ہمارا منہج، تزکیہ نفس، دعوت کا کام کیسے بڑھائیں اور ہمارے دعوتی نظام سے متعلق پالیسی پر تھے۔ تمام سوالات کے امیر محترم نے تسلی بخش جوابات دیئے۔ دوران سوال وجواب ہی امیر محترم نے رفقاء کو چند نصیحتیں کیں اور اپنا اصل نصب العین یعنی اُخروی نجات اور رضائے الٰہی کے حصول کو پیش نظر رکھنے کی تلقین فرمائی۔ تقریباً 90 ذمہ داران اس پروگرام میں شریک ہوئے۔ 2 گھنٹے تک یہ ملاقات جاری رہی۔ امیر محترم نے ذمہ داران کی بروقت شرکت اور انفاق کرنے والے رفقاء کی تحسین فرمائی۔

حلقہ کراچی جنوبی کے کل رفقاء کے ساتھ نشست:

چائے کے وقفہ کے بعد امیر محترم نے مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں حلقہ کراچی جنوبی کے تمام رفقاء سے ملاقات کی۔ میزبانی کے فرائض امیر حلقہ کراچی جنوبی جناب ڈاکٹر محمد الیاس نے ادا کیے۔ امیر حلقہ کراچی جنوبی نے امیر محترم، نائب ناظم اعلیٰ جنوبی زون اور تمام رفقاء کا ان کی آمد پر شکریہ ادا کیا۔ مجلس کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا جس کی سعادت قرآن اکیڈمی تنظیم کے رفیق قاری عطاء الرحمان نے حاصل کی۔ تلاوت کے بعد نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان جناب انجینئر نعمان اختر نے امیر محترم کی رفقاء سے اس ملاقات کا مقصد بیان فرمایا۔ بعد ازاں امیر حلقہ کراچی جنوبی جناب ڈاکٹر محمد الیاس نے حلقہ جنوبی کراچی کا تعارف پیش کیا۔ تعارف کے بعد رفقاء نے تحریراً امیر محترم سے سوالات کیے۔ تمام سوالات کے امیر محترم نے تسلی بخش جوابات دیئے۔ امیر محترم نے اجتماعات اسرہ میں باقاعدگی، سمع وطاعت کی اہمیت اور تعلق مع اللہ بڑھانے پر زور دیا۔

آخر میں بیعت مسنونہ کا اہتمام کیا گیا جس میں پہلے مبتدی رفقاء اور بعد میں ملتزم رفقاء نے امیر محترم کے ہاتھ پر بیعت مسنونہ ادا کی۔ آخر میں امیر محترم کی دعا پر یہ بابرکت محفل اختتام پزیر ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی مساعی کو درجہ قبولیت عطا فرمائے اور ہمیں آخری سانس تک اخلاص کے ساتھ اپنے دین کی خدمت کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

(رپورٹ: محمد سہیل، معتمد حلقہ کراچی جنوبی)

ناظم دعوت حلقہ پنجاب جنوبی کا دورہ تونسہ شریف

حلقہ پنجاب جنوبی کے ناظم دعوت جناب محمد سلیم اختر رفقاء تونسہ شریف اور ایک حبیب عالم دین جناب مولانا غلام اللہ کی دعوت پر تونسہ کا دورہ کیا۔ اُن کے ہمراہ معتمد حلقہ راقم الحروف شوکت حسین انصاری اور نائب امیر حلقہ جناب عمر کلیم خان بھی شریک سفر تھے۔ یہ قافلہ صبح 8:45 پر نقیب اسرہ جناب رضا محمد گجر کی رہائش گاہ پر پہنچا۔ ناشتہ اور کچھ دیر آرام کے بعد مرکز تنظیم اسلامی تونسہ شریف جامع مسجد نور، گلشن محمود کالونی تشریف لے گئے۔ صبح 10 بجے مسجد ہذا میں ناظم دعوت جناب محمد سلیم اختر کا ''حقیقت توحید'' کے موضوع پر ایک گھنٹہ خطاب عام ہوا۔ انہوں نے توحید عملی اور توحید فی العقیدہ پر تفصیل سے گفتگو کی۔ شرکاء کے سامنے توحید عملی کے تقاضے بیان کیے۔ تقریباً 70 سے زائد رفقاء واحباب نے شرکت کی۔ نائب امیر حلقہ محترم عمر کلیم خان نے تونسہ کے تین نئے مبتدی رفقاء سے ملاقات کی اور اُنہیں مبتدی تربیتی کورس میں جلد از جلد شرکت کی ترغیب دلائی۔ اس کے بعد مولانا غلام اللہ کی مسجد فاروقی ہیریں والی بستی بغلانی کی طرف روانگی ہوئی۔ تونسہ شریف کے دو سینئر رفقاء جناب رستم جہانگیر رحمانی اور جناب محمود رضا گجر ہمارے ساتھ شریک سفر ہوئے۔ بستی بغلانی پہنچنے پر جناب مولانا غلام اللہ نے مہمانوں کا استقبال کیا اور انہیں اپنی رہائش گاہ پر لے گئے۔ جہاں مہمانوں کو ظہرانہ پیش کیا گیا۔ باہمی تعارف حاصل کیا گیا۔ نماز ظہر 2:00 بجے ادا کی گئی۔ نماز کے بعد جناب محمد سلیم اختر نے اس مسجد میں بھی ''حقیقت توحید'' کے موضوع پر سرائیکی زبان میں ایک گھنٹے سے زائد خطاب فرمایا۔ اس خطاب میں مقامی مساجد کے آئمہ کرام اور اہل علاقہ نے بھرپور شرکت کی۔ تقریباً 150 شرکاء نے دلجمعی سے خطاب سنا۔ مسجد انتظامیہ کی طرف سے تقاضا آیا کہ آئندہ بھی اس مسجد میں اس طرح کے پروگرام منعقد کروائے جائیں۔ جناب جام عابد حسین بھی اس مسجد میں دو بار خطاب فرما چکے ہیں۔ اہل محلہ کی خواتین کی سماعت کے لیے خطاب لاؤڈ اسپیکر پر ہوا۔ اس طرح گھروں میں موجود خواتین نے بھی اس خطاب کو سنا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس پروگرام کے انعقاد کے لیے جن رفقاء واحباب نے کوشش کی اور جان مال کا انفاق کیا اللہ تعالیٰ ان کو اجر سے نوازے اور یہ پروگرام ہم سب کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین یارب العالمین!

(مرتب: شوکت حسین انصاری، معتمد حلقہ)

سالانہ اجتماع حلقہ خواتین شمالی، وسطی اور شرقی کراچی

کراچی میں 14 دسمبر 2024ء بروز ہفتہ کو حلقہ شمالی، وسطی اور شرقی کی رفیقات کا مشترکہ سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ حلقہ شمالی کے مشاورتی اسرہ کی رکن زوجہ احتشام صاحبہ نے پروگرام کی میزبانی کی ذمہ داری سرانجام دی۔ اجتماع کا آغاز تذکیر بالقرآن سے کیا گیا۔ ناظمہ قرآن اکیڈمی یاسین آباد محترمہ اُم عمر فاروق نے سورۃ الحدید کی آیات 16 تا 19 کی بانی محترمؒ کے منتخب نصاب میں بیان کردہ نکات کی روشنی میں بہترین انداز میں وضاحت کی۔ تذکیر بالحدیث حلقہ شمالی کی معاونہ محترمہ زوجہ فیضان نے کروائی۔ اُنہوں نے وقت کی اہمیت کے حوالہ سے روزمرہ زندگی میں ہونے والی غفلتوں کی نشاندہی کرتے ہوئے زندگی کو منظم انداز میں گزارنے کے لیے کارآمد تجاویز پیش کیں۔

حلقہ وسطی کی رفیقہ محترمہ زوجہ نوشاد نے ''حیا'' کے موضوع کے حوالہ سے توجہ طلب نکات پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد حلقہ شرقی کی محترمہ اُم اشہد نے ہمیں احساس دلانے کی کوشش کی کہ زندگی میں شکرگزاری کا رویہ نہ صرف نعمتوں میں اضافہ کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ پریشانیوں کو بھی دور کرتا ہے۔ حلقہ شرقی کی محترمہ زوجہ آصف پراچہ نے سلائیڈز کے ذریعہ بانی محترمؒ کے لٹریچر کا تعارف عمدہ طریقہ سے کرایا۔ ساتھ ہی اُنہوں نے ہر رفیقہ کی فکری پختگی کے لیے تنظیمی لٹریچر کے وسیع خزانہ سے اپنا شعوری تعلق مضبوط کرنے کی اہمیت اجاگر کی۔

وقفہ کے بعد محترمہ ام عبدالرب نے قرارداد تاسیس کے ضمن میں بتایا کہ ہر رفیقہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ تنظیمی امور کی ادائیگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اپنی محبت واخلاص کے تعلق کو قائم رکھتے ہوئے اسوہ صحابیاتؓ سے زیادہ سے زیادہ قریب تر ہونے کی لگن رکھے۔

اس کے بعد مہمان خصوصی محترمہ امۃ المحصی باجی کی محبت واپنائیت کے ساتھ کی گئی بے تکلف گفتگو نے دلوں کو موہ لیا۔ انہوں نے امی جان (ناظمہ علیا صاحبہ) کا رفیقات کے نام پیغام بھی پڑھ کر سنایا جو ہم سب کے لیے یقیناً مشعل راہ تھا۔ خصوصاً ان کی طرف سے تحفتاً پیش کی گئی ''سورہ نحل کی آیت نمبر 97'' جس سے رفیقات ان شاء اللہ رہنمائی حاصل کرتی رہیں گی۔

آخر میں امیر محترم کا دس عملی نکات پر مشتمل واضح پیغام سننے کو ملا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ بانی محترمؒ، والدہ محترمہ (زوجہ بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ) اور ان کے سب گھر والوں پر بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

الحمدللہ اس اجتماع سے رفیقات کی آپس کی ملاقات کے ساتھ مقصد زندگی کی یاددہانی اور تنظیمی فکر کی آبیاری کا بھرپور سامان میسر آیا۔ خلوصِ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام رفقاء و رفیقات کو اجر عظیم عطا فرمائے جن کی محنتوں کی بدولت اس اجتماع کا انعقاد بحسن وخوبی ممکن ہو سکا۔ جزاک اللہ خیرا واحسن الجزاء

(رپورٹ: ام معاویہ، معاونہ حلقہ کراچی شرقی)

حلقہ لاہور شرقی کے تحت آگاہی مہم بسلسلہ مسئلہ فلسطین

حلقہ لاہور شرقی میں مقامی تنظیم کی سطح پر 13 تا 15 دسمبر 2024ء آگاہی مہم بسلسلہ مسئلہ فلسطین کا انعقاد کیا گیا۔ مہم کے دوران مختلف سرگرمیوں میں رفقاء نے جوش وجذبے سے حصہ لیا۔ مہم کی تشہیر کے لیے مسئلہ فلسطین کے حوالے سے مختلف سلوگنز پر مشتمل بینرز، پول ہینگرز اور رکشہ فلیکس لگائے گئے۔ مساجد میں اجتماعات جمعہ اور دیگر عوامی مقامات پر ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ تین مقامات پر مختلف شاہراہوں پر آگاہی کیمپ لگائے گئے اور مظاہروں کا اہتمام بھی کیا گیا۔

(مرتب: نعیم اختر عدنان ناظم نشر واشاعت حلقہ لاہور شرقی)

حلقہ لاہور شرقی کا سہ ماہی تربیتی اجتماع

حلقہ لاہور شرقی کا 2024ء کا آخری سہ ماہی تربیتی اجتماع 29 دسمبر 2024ء بروز اتوار مسجد نور باغ والی گڑھی شاہو لاہور میں صبح 8:30 تا نماز ظہر منعقد ہوا۔ امیر حلقہ جناب نور الوری نے اپنے ابتدائی کلمات میں شرکاء کو خوش آمدید کہا اور اجتماع کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ اجتماع کا پہلا پروگرام ''بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی سیاسی بصیرت'' تھا جس کی ذمہ داری راقم کو سونپی گئی تھی۔ راقم نے بانی محترمؒ کی سیاسی فکر اور بصیرت کے حوالے سے ان کی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات کی روشنی میں گفتگو کی۔ تذکیر بالحدیث کے ضمن میں ''پانچ نبوی نصائح'' پر مشتمل ایک نہایت جامع حدیث کا مطالعہ مقامی تنظیم شاہدرہ کے امیر جناب عابد چوہان نے کروایا۔ امیر حلقہ نے مذکورہ حدیث کا متن مع ترجمہ بذریعہ نظم تمام رفقاء تک پہنچانے کا اعلان بھی کیا۔ ناشتے کے وقفے کے بعد مقامی تنظیم لاہور صدر کے ملتزم رفیق جناب مولانا خائستہ اکبر نے تذکیر بالقرآن کے زیر عنوان ''تلاوتِ قرآن مجید کی اہمیت اور فضیلت'' کے موضوع پر قرآن مجید، احادیث نبویہ ﷺ اور اسلاف کے طرز عمل کی روشنی میں مختصر گفتگو فرمائی۔ اجتماع کا اگلا پروگرام ''عوام میں دعوت کا کام کیسے کریں؟'' کے عنوان سے تھا۔ اس موضوع پر گفتگو کی ذمہ داری حلقہ کے ناظم دعوت جناب شہباز احمد شیخ نے ادا کی۔ مقامی تنظیم فیروز پور روڈ کے ناظم تربیت جناب طیب رسول نے نظم ''فلسطین کی فریاد'' ترنم کے ساتھ پیش کی۔ مقامی تنظیم لاہور کینٹ کے ملتزم رفیق جناب ڈاکٹر عثمان خالد نے ''سیرتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم'' کے ذیل میں ''حضرت عبداللہ بن عباسؓ'' کے حالات زندگی کو نہایت جامعیت کے ساتھ بیان کیا۔ اجتماع کا آخری پروگرام ''اسلامی طرز زندگی'' تھا جس کے لیے حلقہ لاہور غربی سے مہمان مدرس جناب محمد عظیم خصوصی طور پر کو مدعو کیا گیا تھا۔ انہوں نے ملٹی میڈیا کے ذریعے دلچسپ نوعیت کی پریزنٹیشن پیش کی اور رفقاء کو سادہ، فطری اور اسلامی طرزِ بود و باش بسر کرنے کے لیے ترغیب وتشویق دلائی۔ اختتامی کلمات ارشاد فرماتے ہوئے امیر حلقہ جناب نور الوریٰ نے اجتماع کے کامیاب انعقاد پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اجتماع کے منتظمین، مدرسین، ذمہ داران اور تمام شرکاء کا بھی شکریہ ادا کیا۔ دعائے مسنونہ پر اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

(مرتب: نعیم اختر عدنان ناظم نشر واشاعت حلقہ لاہور شرقی)

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام 28 دسمبر 2024ء نمازِ مغرب تا اگلے روز دن 11:40 بجے تک بصورت شب بیداری سہ ماہی تربیتی اجتماع کا انعقاد مرکز تنظیم اسلامی مسجد بیت المکرم میانوالی میں ہوا جس میں میانوالی، جوہر آباد، شاہ پور اور سرگودھا سے مجموعی طور پر 59 رفقاء اور 11 احباب (28 ملتزم اور 31 مبتدی) نے شرکت فرمائی۔ پروگرام کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

28 دسمبر 2024ء، پروگرام کے آغاز میں جناب میاں عارف محمود نے سورۃ الحدید کے پہلے رکوع کی تلاوت وترجمہ کا شرف حاصل کیا۔

اس کے بعد نقیب اسرہ جناب طاہر محمود نے ”فریضہ اقامتِ دین کی جدو جہد اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں“ کے موضوع پر خطاب فرمایا جو نمازِ عشاء تک جاری رہا، نمازِ عشاء و طعام کے بعد رفقاء، واحباب کو ”یہود کی تاریخ“ کے موضوع پر بانیٔ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ویڈیو خطاب دکھایا گیا جو رات 10:30 تک جاری رہا۔

وقفہ آرام کے بعد رفقاء اور احباب 4:30 پر نمازِ تہجد وتلاوتِ قرآن حکیم کے لیے بیدار ہوئے۔ نماز فجر سے قبل مسنون دُعاؤں کے حفظ کا اہتمام ہوا، نمازِ فجر کے بعد جناب ڈاکٹر شادی بیگ صاحب نے سورۃ الکہف آیات 28 تا 31 ”اہل ایمان کے لیئے ہدایات“ کے موضوع پر درس فرمایا۔ ناشتہ کے وقفہ کے بعد دوسری نشست کا آغاز درسِ حدیث سے ہوا۔ منفرد اسرہ جوہر آباد کے رفیق جناب ظفر اقبال نے ”ہدیہ دلوں کی کدورت دور کر کے محبت پیدا کرتا ہے“ کے موضوع پر درسِ حدیث دیا۔

اس کے بعد جناب عثمان غنی نے ”انفرادی نجات اور اجتماعی فلاح کے لیے قرآن کا لائحہ عمل“ کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو فرمائی، مقامی امیر میانوالی جناب نور خان نے منہاج القاصدین کتاب سے ”زبان کی آفات“ کے موضوع پر مطالعہ لٹریچر کروایا۔ ناظم دعوت حلقہ جناب حمید اللہ خان نے ”احسان اسلام“ کتابچے کا مطالعہ کروایا اور پھر رفقاء سے پروگرام کو مزید بہتر بنانے کے لیے تاثرات وتجاویز معلوم کی گئیں۔ آخر میں امیر حلقہ نے رفقاء خصوصاً مدرسین کا شکریہ ادا کیا اور رفقاء کو سالانہ اجتماع 2024ء کے موقعے پر امیر محترم کی طرف سے دیئے گے اہداف کی یاددہانی کے ساتھ ساتھ اطاعتِ امیر کی ضرورت واہمیت پر زور دیا اور نظم کی پابندی پر گفتگو فرمائی، پروگرام کا اختتام مسنون دُعا کے ساتھ ہوا۔

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام رفقاء، واحباب کی حاضری کو قبول فرمائے اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائے۔ (رپورٹ: ہارون شہزاد، ناظم نشر واشاعت حلقہ سرگودھا)

امیر مقامی تنظیم باجوڑ غربی کا دعوتی خطاب

مسجد عثمان توحید آباد مینہ ماموند باجوڑ میں ختم القرآن کے سلسلے میں ایک اجتماع کا انعقاد ہوا۔ اجتماع میں کثیر تعداد میں علماء کرام اور مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد شریک ہوئے۔ امیر مقامی تنظیم باجوڑ غربی محترم نبی محسن نے ”قرآن اور مسلمان“ کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ قرآن کتاب ہدایت ہے اور اس میں ہدایت کے تمام پہلوؤں کو جمع کیا گیا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ اس کتاب پر انفرادی طور پر بھی عمل کیا جائے اور اجتماعی طور پر بھی۔ اس کائنات کا خالق اور مالک اللہ ہے لہٰذا کل کائنات بشمول اس کرہ ارض پر نظام بھی اسی کا ہونا چاہیے۔ آج کرہ ارض فساد سے بھری ہوئی ہے۔ مسلمان ذلت ورسوائی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ زمین پر غیر اللہ کا نظام نافذ ہے۔ ہمارے کرنے کا اصل کام یہی ہے کہ سب مل کر سرزمینِ خداداد میں اللہ تعالیٰ کے قرآنی احکام کو نافذ کرنے کے لیے کوشش کریں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی ہمارے شامل حال ہو جائے گی اور دنیا وآخرت میں ذلت ورسوائی سے بھی بچ جائیں گے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر آرائیں فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 40 سال، تعلیم ایم بی اے، قد "10 .'5، عقد ثانی (پہلی بیوی سے طلاق) کے لیے دینی مزاج کی حامل، باپردہ، تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0323-4126449

☆ لاہور کینٹ میں مقیم رفیق تنظیم اسلام کو اپنی بیٹی، عمر تیس سال، تعلیم CA Inter، قد "5 .'5، باپردہ اور گھریلو امور میں ماہر، کے لیے دینی مزاج کا حامل، ہم پلہ، برسرروزگار اور تعلیم یافتہ رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0331-5122671

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

إنا لله وإنا إليه راجعون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ کراچی وسطی کی تنظیم بنوری ٹاؤن کے بزرگ رفیق جناب رفیق احمد میمن وفات پاگئے۔

☆ حلقہ کراچی وسطی، راشد منہاس جوہر کے ناظم دعوت محترم سید محمد احمد کی والدہ وفات پاگئیں۔ برائے تعزیت: 0333-2207003

☆ حلقہ اسلام آباد کے ناظم مالیات محترم منیر صاحب کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0334-5254666

☆ گلشن جمال کے بزرگ رفیق محترم سید ظفر سعید اور گلشن اقبال کے مقامی امیر محترم راؤ محمد ریحان کے والد محترم وفات پاگئے۔

برائے تعزیت (راؤ محمد ریحان): 0332-2560265

برائے تعزیت (سید ظفر سعید): 0321-2016886

☆ حلقہ کراچی وسطی کی تنظیم PIA سوسائٹی کے رفیق محترم عبد الغفار کے بھائی وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0347-2273577

☆ حلقہ اسلام آباد، بہارہ کہو کے ملتزم رفیق محترم آفتاب عباسی کی ہمشیرہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0322-5322085

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، نوشہرہ کے رفیق محترم نور القادر کے چچا اور چچازاد بھائی وفات پاگئے۔ برائے تعزیت: 0333-9163294

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کی مقامی تنظیم ڈیرہ اسماعیل خان کے رفیق محترم احمد شیر عامر کے چچا وفات پاگئے۔ برائے تعزیت: 0343-6855500

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کی مقامی تنظیم ڈیرہ اسماعیل خان کے رفیق محترم غلام حسین کی ہمشیرہ وفات پاگئیں۔ برائے تعزیت: 0344-2122430

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

اخبارِ اسلام

غزہ: اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- اسرائیلی فوجی ذرائع کے مطابق شمالی غزہ میں حماس نے اپنی صفوں کو مزید مضبوط کرتے ہوئے نئے جنگجو بھرتی کر لیے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اسرائیلی فوج کے نہ پھٹنے والے بموں کو دوبارہ کارآمد کر کے اُن کا استعمال کر رہے ہیں۔ نیتن یاہو نے مغربی کنارے میں اضافی جارحانہ اور دفاعی اقدامات کی منظوری دے دی ہے۔ یہ فیصلہ فلسطینی عوام کے لیے مزید مشکلات اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا پیش خیمہ ہوسکتا ہے۔
- القسام کے ترجمان ابوعبیدہ کا کہنا ہے کہ ''الاقصیٰ'' کی حرمت جنگ میں مغربی کنارے کے شیر دل مجاہدین پیش پیش ہیں، جنہوں نے ایک بار پھر ثابت کر دیا کہ وہ فلسطینی قوم کی عزت وحرمت کی جنگ کی صفِ اوّل میں شریک ہیں۔ قابض اسرائیل اور اُس کے حواریوں کی یہ تمام کوششیں کہ مغربی کنارے کے مجاہدین کو غزہ کی حمایت سے روکا جائے، ناکامی سے دوچار ہوں گی۔''
- الشفاء ہسپتال کے قریب قابض قوتوں کے سفاک حملے میں معصوم شہریوں کو نشانہ بنایا گیا جس سے شہداء اور زخمیوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ غزہ کے جنوبی علاقے خان یونس میں صہیونی حملے میں بے گھر افراد کی خیمہ بستی پر بمباری کی گئی۔ جس میں 11 معصوم شہری شہید ہوگئے، جن میں محمود صلاح (ڈائریکٹر جنرل پولیس) بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے ہمیشہ اپنی قوم کی خدمت اور انصاف کی فراہمی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اُن کی شہادت فلسطینی قوم کے لیے بڑا نقصان ہے۔
- قابض صہیونی فوج نے شمالی غزہ میں واقع انڈونیشین ہسپتال اور اُس کے گردونواح پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ہسپتال کی اہم تنصیبات تباہ ہوگئیں اور ہسپتال طبی خدمات فراہم کرنے کی صلاحیت سے مکمل طور پر محروم ہوگیا۔
- ''سرایا القدس'' کے عسکری ترجمان ابوحمزہ کا کہنا ہے کہ سرایا القدس کی میڈیکل ٹیم نے قیدیوں کی حفاظت پر مامور ایک گروپ کے زیرِ حراست ایک صہیونی قیدی کی خودکشی کی کوشش کو ناکام بنایا۔ قیدی نے یہ قدم اپنی بگڑتی ہوئی نفسیاتی حالت کے باعث اُٹھایا تھا، جس کی بنیادی وجہ نیتن یاہو حکومت کی نئی شرائط بتائی جا رہی ہیں۔
- شمالی غزہ کے علاقے جبالیا البلد کے مشرقی چوراہے پر قابض فوج کی پیش قدمی کے دوران حماس کے عسکری ونگ ''کتائب شہید عزالدین القسام'' نے صہیونی دشمن کے 4 مرکاوا ٹینکوں کو دھماکہ خیز مواد کے ذریعے تباہ کر دیا جس سے دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچا۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **سعودی عرب: ریاض الجنۃ میں نوافل سال میں ایک بار کی پابندی ختم:** وزارت حج و عمرہ نے روضہ رسول ﷺ کی زیارت اور ریاض الجنۃ میں نوافل کی ادائیگی کے لیے سال بھر انتظار کی شرط ختم کر دی ہے۔ اب ''نسک'' ایپ اپڈیٹ کر کے زیارت کے لیے کسی بھی وقت ہر بیس منٹ بعد بکنگ کی جاسکتی ہے۔ تاہم بکنگ کے وقت جی پی ایس لوکیشن دینا ہوگی۔

لبلبہ کی روبوٹک پیوندکاری کا آپریشن کامیاب: ریاض میں کنگ فیصل سپیشلسٹ ہوسپٹل اینڈ ریسرچ سینٹر نے ٹائپ 1 ذیابیطس میں مبتلا نوجوان کا کامیابی سے علاج کیا ہے۔ ہسپتال میں روبوٹ کا استعمال کرتے ہوئے لبلبے کی کامیاب پیوندکاری کی گئی۔

- **دبئی: باحجاب خاتون کا مذاق اڑانے والی غیر ملکی خواتین گرفتار:** برقع پوش خاتون کی ویڈیو بنا کر اُن کا مذاق اُڑانے والی غیر ملکی سیاح خواتین کو دبئی پولیس نے گرفتار کر لیا۔ مغربی خواتین بلا اجازت ایک باحجاب خاتون کی ویڈیو بنا رہی تھیں۔
- **بنگلہ دیش: رمضان المبارک میں سکول بند رہیں گے:** عبوری حکومت نے اس سال رمضان المبارک میں سکول بند رکھنے کا اعلان کیا ہے۔ محمد یونس کی سربراہی میں نگران حکومت نے ملک میں دہائیوں سے چلی آرہی کئی چھٹیوں کو ختم جب کہ کچھ چھٹیوں کے اوقات میں تبدیلی کی ہے۔
- **ایران: سعودی عرب سے تعلقات میں پیش رفت:** وزیر خارجہ عباس عراقچی کا کہنا ہے کہ سعودی عرب کے ساتھ تعلقات میں پیش رفت کا عمل جاری ہے مگر یہ پیش رفت سست ہے۔ تاہم بڑی کامیابی یہ ہے کہ سات سال کے وقفے کے بعد تعلقات کی بحالی کو ممکن بنا لیا گیا ہے۔
- **امارات اسلامیہ افغانستان: طالبان کا گائیڈڈ میزائل فعال کرنے کا اعلان:** امارات اسلامیہ افغانستان کی وزارت دفاع کے ترجمان عنایت اللہ خوارزمی نے اعلان کیا ہے کہ ملک میں پہلی مرتبہ میلان کونکرس (9 ایم 135) گائیڈڈ میزائل کا کامیابی سے تجربہ کیا گیا ہے۔ یہ گائیڈڈ میزائل آرمرڈ ٹینکس، وارشپس اور نیچی پرواز کرنے والے ہیلی کاپٹرز کو نشانہ بنا سکتے ہیں۔ یہ میزائل چلانے کے لیے 13 افراد نے تربیت مکمل کی ہے۔
- **روس: بشار الاسد کو زہر دے کر قتل کی کوشش:** برطانوی اخبار ''دی سن'' کے مطابق شام کے معزول صدر بشار الاسد کو روس میں زہر دے کر قتل کرنے کی کوشش کا انکشاف ہوا ہے۔ بشار الاسد نے بیمار پڑنے پر طبی امداد مانگی تو ٹیسٹ سے پتا چلا کہ بشار الاسد کے جسمانی نظام میں زہر موجود ہے۔
- **انڈونیشیا: مفت کھانا کھلانے کا پانچ سالہ منصوبہ:** عوام میں خوراک کی کمی کے مسئلے سے پیدا شدہ مسائل سے نمٹنے کے لیے بچوں، خواتین اور سکولوں کے طلبہ کو دوپہر کا کھانا مفت تقسیم کرنے کے پروگرام کا آغاز کیا گیا ہے۔ اس منصوبے پر 3.4 ارب ڈالر خرچ کیا جائے گا۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

and bleeding profusely, others with rigor mortis, half-eaten by dogs.

Some of these bodies were young boys. Boys who were killed senselessly, some of them dying slowly as they bled out, terrified and alone, while their mothers agonised over why their sons had not come home that night. For the rest of the world, they became just another number in the grim statistic of people killed in Gaza so far – now more than 45,500, according to the Ministry of Health.

In the rare moments of quiet and between the chaos of constant crises, I reflect on everything around me and ask myself: "What hope?".

Courtesy:

https://www.aljazeera.com/opinions/2025/1/7/no-food-no-sleep-no-hope-in-gaza

About the author: Olga Cherevko is a staff member with the UN Office for the Coordination of Humanitarian Affairs (OCHA). She spent a total of four years working in Gaza, including six months supporting the humanitarian response to the current escalation in 2024.

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

’’قرآن مرکز کینال ویوگارڈن ہوتہ روڈ، عارف والا (حلقہ ساہیوال ڈویژن)‘‘ میں

25 تا 31 جنوری 2025ء

(بروز ہفتہ بعد نمازِ عصر تا بروز جمعۃ المبارک 12 بجے)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

31 جنوری تا 02 فروری 2025ء

(بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔ ☆ منہج انقلاب نبوی ﷺ (صفحات: 1 تا 90)

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-4120723 / 0300-0971784

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(2 تا 8 جنوری 2025ء)

جمعرات 02 جنوری: صبح مرکزی عاملہ کے اجلاس اور دوپہر کو شعبہ مالیات کے اجلاس کی صدارت کی۔ ایک رفیقِ تنظیم سے بعد نمازِ ظہر ملاقات کی۔ بعد نمازِ عشاء مرکز میں ایک غیر رسمی پروگرام میں تذکیری گفتگو فرمائی۔

جمعۃ المبارک 03 جنوری: خطاب جمعہ (تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں ارشاد فرمایا۔ شام کو کراچی روانگی ہوئی۔

پیر 06 جنوری: 5 فروری کو متوقع سیمینار سے متعلق مرکزی اسرہ کے خصوصی اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

بدھ 08 جنوری: قرآن اکیڈمی، ڈی ایچ اے کراچی میں جاری رجوع الی القرآن کورس کے طلبہ کے ساتھ ایک نشست میں گفتگو کی اور تنظیم اسلامی سے متعلق سوالات کے جوابات دیئے۔

معمول کی سرگرمیاں: قائم مقام نائب امیر (ناظم اعلیٰ صاحب) سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور دیگر تنظیمی امور انجام دیے۔ متفقہ قرآنی نصاب کے حوالے سے ذمہ داریاں انجام دیں۔ معمول کی ریکارڈنگز کا اہتمام ہوا۔

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

1. A transaction of money for money of the same denomination where the quality on both sides is not equal, either in a spot transaction or in a transaction based on deferred payment.
2. A barter transaction between two weighable or measureable commodities of the same kind, where the quantity on both sides is not equal, or where the delivery from any side is deferred.
3. A barter transaction between two different weighable or measureable commodities where delivery from one side is deferred.

یعنی:

(۱) ایک ہی نوع کی کرنسی کا باہمی تبادلہ جبکہ اس کی ’’قدر‘‘ دونوں جانب برابر نہ ہو چاہے یہ لین دین موقع پر ہو یا مؤخر ادائیگی کی بنیاد پر۔

(۲) ایک ہی نوع کی دو قابل وزن/قابل پیمائش اشیاء کا ’’مال کے بدلے مال‘‘ (بارٹر) کی بنیاد پر باہمی لین دین‘ جبکہ دونوں جانب سے مقدار برابر نہ ہو یا کسی ایک فریق کی طرف سے مال کی حوالگی مؤخر کر دی گئی ہو۔

(۳) دو مختلف انواع کی قابل وزن/قابل پیمائش اشیاء کا بارٹر کی بنیاد پر باہمی لین دین‘ جبکہ کسی ایک فریق کی جانب سے مال کی حوالگی مؤخر کر دی گئی ہو۔ (جاری ہے)

بحوالہ: ’’انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال‘‘ از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 993 دن گزر چکے!

No food, no sleep, no hope in Gaza

Even those who are supposed to help and bring relief in Gaza are falling into despair.

(By: Olga Cherevko)

I have spent a total of four years in Gaza, six months of them during the ongoing war. I have never felt so helpless in the face of the formidable war machine that shoves a new bullet into its gun as soon as it has fired the previous one, while having a seemingly unlimited supply of ammunition.

In September, I spoke to a matriarch who ran a shelter for displaced people in Khan Younis. I asked her what hope she had about the prospect of peace. She pointed at a small girl holding her mother's hand and sucking her thumb. "Her father was killed when their house was bombed five days ago, and they've not been able to retrieve his body from the rubble because the area is under constant fire," she said. "What hope?"

In hopeless Gaza, sleep is among the most precious commodities. Back in January, we would run to the window to watch the plume of smoke painting the sky after a particularly loud and close hit. But with time, they have become so commonplace that hardly anyone bothers to look any more.

On an average night in my neighbourhood in Deir el-Balah, bombardment would start at night, just as people would prepare to try to sleep. We would hear the whistling of a missile and then a loud explosion, shaking the windows. The blast would wake up the local dogs, the donkeys, the babies and any other soul who dared to sleep, starting a chain reaction of barking, crying and other agitated noises. More bombs would come that would then be followed by various types of gunfire until all quiets down for a short while. The dawn call to prayer would usually trigger another series of attacks.

The apocalyptic scenes that everyone sees on TV are even more harrowing in person. I often find myself deleting photos and videos from my phone because the camera does not do justice to just how grotesque the surroundings appear to the naked eye.

My dear friend Khaled, who runs community kitchens across Gaza, worried that soon there would be no food at all and his kitchens would have to close. I struggled to find anything helpful to say to him given the reality around us and would cry every time we spoke, as I too was losing hope. "Don't cry, Olga," he always said. "Be strong, like we are." Indeed, the strength of Palestinians is unparalleled.

In November, the Famine Review Committee, an ad hoc body of international technical experts that reviews classifications of potential famine identified by the United Nations and other actors, published a report, ringing another alarm over the imminent threat of famine, particularly in the beleaguered north of Gaza. Since then, things have only been getting worse. On several occasions, I saw people scooping up dirty flour that had spilled on the road after some bags of flour had fallen off an aid truck.

Prioritising the most vulnerable in Gaza is a hopeless task since there is almost no aid to provide. With 100 percent of a population of about 2.3 million people in need, do you choose to help a pregnant woman, a domestic violence survivor, or someone who is homeless and disabled? Do you look for all of these risks in a single person? The agony of these choices will keep us awake long after our jobs in Gaza end.

During the months we have spent in Gaza, my colleagues and I have witnessed so much pain, tragedy and death that we are at a loss for words to convey the horror. We have picked up dead bodies from the side of the road – some still warm

Vol: 34 Regd. No. C.P.L NO.114 No.02

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore